روزنامہ (ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

منگل 10/اگست 2010ء 28 شعبان 1431 ہجری 10 ظہور 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 167

ملائکہ کی تسبیح

اورتو فرشتوں کو دیکھے گا کہ عرش کے ماحول کوگھیرے میں لئے ہوئے ہوں گے۔ وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہوں گے اوران کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ (الزمر:76)

جلسہ سالانہ یوکے کے کامیاب انعقاد پرخدا تعالیٰ کی حمد اور اظہار تشکر نیز کارکنان جلسہ کیلئے بہترین خدمات پر شکر گزاری کے جذبات

حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر حقوق اللہ کی ادائیگی کا بھی حق ادا نہیں ہوسکتا

ترقی اور تبدیلی میں ہم نے ہمیشہ قدم آگے بڑھانا ہے تاکہ خدا کے فضل ہمیشہ ہم پر پہلے سے بڑھ کر نازل ہوتے چلے جائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 6/اگست 2010ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6/اگست 2010ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ متعدد زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضورانور نے فرمایا کہ گزشتہ اتوار جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔ جس پر ہمارے سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے ہیں کہ محض اس کے فضل سے تمام کام بخیر وخوبی انجام کو پہنچے۔ حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن اور رحیم کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دوران جلسہ ہم نے خدا تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت کے نظارے دیکھے جو عباد الرحمٰن کے لئے خاص طور پر اپنا جلوہ دکھاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے جلوے دیکھ کر ہم میں شکر گزاری کی کیفیت پیدا ہوتی رہی۔ بہرحال بیشمار خدا تعالیٰ کی برکتوں کو سمیٹتے ہوئے یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں رحمانیت اور رحیمیت دونوں صفتیں ایسی ہیں کہ بغیر ان کے کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام کو نہیں پہنچ سکتا۔ خدا تعالیٰ کی رحمانیت انسان کیلئے ایسے ایسے اسباب بہم پہنچاتی ہے کہ جو اس کی طاقت سے بھی باہر ہیں اور رحیمیت انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے۔ پس جلسے کے کاموں کی منصوبہ بندی، کارکنان کی محنت اور انتظامات کہ اس کے نتیجے میں بہتری اور کامیابی ایک مومن کو خدا تعالیٰ کے فضلوں کی طرف متوجہ کرتی ہے اور وہ بجائے تمام امور کے عمدگی سے طے پا جانے کو اپنی طرف منسوب کرنے کے اسے خدا تعالیٰ کا فضل قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتا ہے اور یہی شکر گزاری ہی انسان کو حقیقی عبد شکور بناتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کا سب سے بہترین طریق اس کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اس کی عبادت کرنا ہے، اس کے آگے جھکنا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری معمولی انسانوں کی شکر گزاری کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کی حمد کرتے ہوئے ہے کہ جس نے ہماری پردہ پوشی فرمائی، کمیوں کو دور کیا اور پردہ پوشی کے ساتھ ان کی اصلاح کرتے ہوئے ان کوششوں کے معیار بھی بہتر کر دیئے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی حمد کا مضمون اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، طاقتوں اور تمام صفات کا ادراک پیدا کرنے والا ہے جسے ہمیں سمجھنے اور ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی شکر گزاری اور حمد کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دوسرے کا شکر گزار بننے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور یہ شکر گزاری بندوں کا حق ہے، ہر شخص جس نے ہمارے لئے کچھ بھی کیا ہو، اس کا حق ہے کہ ہم اس کا شکر گزار بنیں اور یہی عباد الرحمٰن کا شیوہ ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ بغیر حقوق العباد کی ادائیگی کے حقوق اللہ کی ادائیگی کا بھی حق ادا نہیں ہوسکتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ شکر گزاری کے جذبات کا اظہار بھی آپ کا ایک عظیم اسوہ ہے اس کی ایک حقیقی مومن کو پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ جلسہ کے تمام کاموں کا بخیر وخوبی اپنے انجام کو پہنچنے پر جہاں ہم سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہیں وہاں ان سب کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے تمام کاموں اور امور کی سرانجام دہی کیلئے دن رات ایک کر دیئے۔ فرمایا کہ مختلف ممالک سے آئے ہوئے غیر از جماعت مہمانوں نے بھی ان کی بہترین خدمت پر تمام خدمت کرنے والے کارکنان کی بے انتہاء تعریف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور اس بات نے ہمیشہ کی طرح انہیں متاثر بھی کیا ہے۔ حضورانور نے تمام شاملین کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنے اس مقصد کو جس کے لئے وہ آئے تھے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ فرمایا کہ اللہ کرے کہ یہ تبدیلی جو لوگوں میں نظر آئی ہے یہ دائمی تبدیلی ہو۔ حضورانور نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے کارکنان، جماعتی ویب سائٹ پر کام کرنے والوں، دوران جلسہ مختلف شعبہ جات سیکیورٹی، خدمت خلق، ٹرانسپورٹ، لنگر خانہ، کھانا پکانے اور کھانا کھلانے وغیرہ کے کارکنان کی بہترین مساعی اور عمدہ خدمات پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔ فرمایا اسی طرح دیگر تمام شعبہ جات بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان اور اخلاص میں مزید بڑھائے۔

حضورانور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے فضلوں کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے اور حضرت مسیح موعود نے ہم پر جو حسن ظن فرمایا ہے اس پر پورا اترنے کی کوشش کرنے والے ہم ہمیشہ بنے رہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے وہ زمانے بھر میں اس وقت کسی دوسرے میں نہیں۔ فرمایا کہ پس ترقی اور تبدیلی میں ہم نے بفضل خدا قدم آگے بڑھانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والا بننا ہے تاکہ اس کے فضل ہمیشہ ہم پر پہلے سے بڑھ کر نازل ہوتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین حضور انور نے آخر پر مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب آف مصر کی وفات پر ان کی علمی وعملی جماعتی خدمات اور ان کی ذاتی خوبیاں بیان فرمائیں اور فرمایا کہ ان کی نماز جنازہ سوموار کو ادا کی جائے گی۔

داخلہ انٹرمیڈیٹ کلاسز (ایوننگ)

(ناصر ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ)

نظارت تعلیم کے ادارہ ناصر ہائیر سیکنڈری سکول دارالیمن ربوہ میں شام کے اوقات میں انٹرمیڈیٹ کلاسز کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ ان کلاسز میں پری میڈیکل، پری انجینئرنگ، ریاضی، شماریات، معاشیات، فائن آرٹس، جغرافیہ اور کمپیوٹر سائنس کے گروپس میں داخلہ کیا جائے گا۔

داخلہ فارم مورخہ 9/اگست 2010ء سے 8:30 تا 12:00 بجے صبح حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 16/اگست دوپہر 12 بجے تک ہے۔

لسٹ برائے انٹرویو مورخہ 18/اگست کو آویزاں کردی جائے گی۔

انٹرویو 22 تا 24/اگست کو صبح 7 تا 12 بجے ہوگا۔

میرٹ لسٹ مورخہ 26/اگست 10 بجے صبح آویزاں ہوگی۔

واجبات مورخہ 29/اگست تا 6 ستمبر 12 بجے دوپہر تک ادا کئے جاسکتے ہیں۔

آغاز تدریس مورخہ 19 ستمبر سے ہوگا۔

(نظارت تعلیم)

سیلاب زدگان کے لئے

عطیات جمع کرانے کی درخواست

پاکستان میں شدید سیلاب کی وجہ سے بہت سی ایسی بستیاں بھی متاثر ہوئی ہیں جن میں احباب جماعت بھی آباد تھے۔ 250 سے زائد احمدی گھرانے متاثر ہوئے ہیں۔ تمام کچے گھر سیلاب کی وجہ سے گر کر ختم ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت کو ان کی خوراک، راشن اور رہائش کے حوالے سے مدد کی درخواست ہے۔ جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی مد **"انسانی ہمدردی"** میں زیادہ سے زیادہ عطیات جمع کروا کر ممنون فرمائیں۔

نیز احباب کرام ان سب احباب کو اپنی دعاؤں

مکرم احمد مصطفیٰ صاحب .... انگریزی سے ترجمہ از مکرم طارق حیات صاحب

گولیوں کی بوچھاڑ کے سامنے!

یہ ایک عام جمعہ کی صبح کی طرح کی صبح تھی۔ میں جمعہ کے دن اپنے روزمرہ کے عام معمول کی نسبت قدرے جلد بیدار ہو گیا تھا۔ تسلی سے ناشتہ کیا، اخبار پڑھی، نہایا اور نماز ادا کرنے نکل پڑا۔

بس پھر اگلا منظر یہ ہے کہ ڈیڑھ بجے کے بعد ہم چار پانچ لوگ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی طرح ایک چھوٹا سا بند کمرہ کھول کر اس میں پناہ حاصل کر لیں۔ کوشش کامیاب ہوئی اور ہم کمرے کے اندر ہیں، مجھے ایک دوسرے نوجوان کے ساتھ ایک چھوٹی سی الماری کے اندر جگہ ملی۔ ہم چھپے بیٹھے زیر لب خدا سے دعا میں مصروف، گولیوں کی بوچھاڑ اور دستی بموں کے پھٹنے کی دہشت ناک آوازیں سن رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ ہماری پوری کوشش تھی کہ کسی طرح ایمرجنسی نمبر 15 سے ہمارا رابطہ ہو جائے۔

اب میں اس وقوعہ کی مزید تفصیلات کا ذکر چھوڑتا ہوں کیونکہ اب تک آپ کافی معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ بلکہ وہ باتیں بتاتا ہوں جو شاید آپ نہ جانتے ہوں۔

اول یہ کہ ان حملوں کی ایک مدت سے ہمیں دھمکیاں مل رہی تھیں۔ حال ہی میں ’’ایمنسٹی انٹرنیشنل‘‘ نے پاکستان میں اقلیتوں کی حالت زار پر ایک رپورٹ جاری کی اور حکومت سے تقاضا کیا تھا کہ وہ اس بابت بہتری کے لئے ضروری اقدام کرے۔

دوم یہ کہ حکومت نے اس معاملے کی نزاکت کا علم ہونے کے باوجود ہمیں ضروری سیکیورٹی فراہم نہ کی تھی۔ اور تیسرے نمبر پر یہ بات ہے کہ ہم احمدی ہیں یعنی نہ تو ہم ’’سی آئی اے‘‘ کے ایجنٹ ہیں اور نہ ہی ’’بلیک واٹر‘‘ کے۔ نہ اسرائیل، اور نہ RAW کے۔ اور نہ موساد کے اور نہ ہی کسی بھی اور تنظیم یا نیٹ ورک کے ایجنٹ ہیں۔ ہم ایک مذہبی جماعت ہیں جن کی کوئی بھی سیاسی وابستگیاں نہیں ہیں۔ اور ہماری تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے کبھی بھی تشدد اور فساد کا راستہ اختیار نہیں کیا اور ہم ساری دنیا میں رفاہی کاموں میں مصروف ہیں۔ ہمارا آفیشل موٹو ہے۔

’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘

اب ہم دوبارہ اسی black Friday کے تذکرہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ میں ماڈل ٹاؤن میں مچائی جانے والی غارت گری کے وقت وہاں موجود تھا۔ میں گواہی دے سکتا ہوں کہ وہاں پولیس کے تین یا حد چار آدمی گزشتہ کئی ماہ سے تعینات تھے اور میں جب جب نماز کی ادائیگی کے لئے وہاں گیا میں نے خود انہیں دھوتیاں اور چپلیں پہنے حقہ نوشی کرتے ہی دیکھا۔

یہ وہ ہے جسے آج حکومت ’’خاطر خواہ سیکیورٹی‘‘ کا نام دے رہی ہے۔ وہاں پولیس کی موجودگی کا کیا فائدہ ہو سکتا تھا جب انہوں نے تمباکو نوشی ہی کرنی تھی اور پان چبانے تھے؟ ہمیں تو محض نمائشی اور برائے نام سیکیورٹی ملی تھی۔ حملوں کے دن زیادہ تر تو ہماری جماعت کے لوگ ہی حفاظت پر مامور تھے جو بالکل نہتے تھے۔

ماڈل ٹاؤن میں سانحہ کے وقت باہر موجود میرے دوستوں اور رشتہ داروں نے بتایا پولیس اور ایلیٹ فورس کے دستوں نے موقع پر پہنچنے کے باوجود اندر داخل ہونے کی کوشش ہی نہ کی بلکہ وہ تو ڈرے ہوئے تھے۔ (میری یادداشت کے مطابق ایلیٹ فورس کی وردی پر ہی یہ لکھا ہوتا ہے کہ ’’No Fear‘‘) اس صورت حال کے مشاہدہ پر ہماری جماعت کے باہر موجود لوگوں نے پولیس کو توجہ دلائی کہ انھیں اندر داخل ہونا پڑے گا۔ کیونکہ وقت تیزی سے گزر رہا ہے اور بہت سی زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔ مگر قانون نافذ کرنے والوں نے انکار کر دیا تب ہمارے نوجوانوں نے ان سے اسلحہ حاصل کرنے کی کوشش کی کہ وہ خود اندر جا کر مسلح لوگوں سے نپٹتے ہیں۔ اور جب اندر موجود نمازیوں نے دو حملہ آوروں پر قابو پا لیا تب جا کر قانون نافذ کرنے والوں کو ہمت پڑی کہ وہ آگے بڑھیں۔

یاد رہے کہ دہشت گردوں کے لئے اندر آنے کا راستہ بہت صاف تھا وہ بیت النور کے سامنے والے کرکٹ گراؤنڈ کی طرف سے اندر آئے۔ ایک طرف پانچ افراد ہیں جو جدید ترین اسلحہ سے لیس ہیں حتیٰ کہ ان میں سے دو نے تو خودکش جیکٹیں بھی پہن رکھی ہیں۔ اب ان کے مقابل پر بیس اور تیس کی دہائی کے نہتے نوجوان ہیں کیا وہ کچھ مقابلہ کر سکتے ہیں؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

جو معاملہ ابھی میں نے اٹھایا ہے مجھے امید ہے کہ پنجاب کے معزز ’’خادم اعلیٰ‘‘ اس طرف متوجہ ہونگے۔ جناب والا!۔ وہاں ضرورت کے مطابق پولیس موجود نہ تھی، براہ کرم اب پولیس کی بہادری پر لیکچرز جھاڑنے نہ شروع کر دیجئے گا۔

ایمرجنسی رابطہ نمبر 15 پر رابطہ کرنے کیلئے آپ کو بلا مبالغہ کم از کم چالیس بار کوشش کرنی پڑتی ہے بشرطیکہ اس ساری کوشش کے دوران خودکش بمبار اپنے ساتھ آپ کو جنت کی راہ پر نہ ڈال چکا ہو یا پھر بصورت دیگر دوزخ کی راہ پر......

اگر نیوز چینل والے جائے وقوعہ پر قانون نافذ کرنے والوں سے پندرہ منٹ قبل پہنچ سکتے ہیں تو میں حیران ہوں کہ وہ کروڑوں روپے کہاں جاتے ہیں جو پولیس فورس کے لئے (سالانہ بجٹ میں) مختص کئے جاتے ہیں۔

اگر آپ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو ایسے بے شمار واقعات اور سانحات نظر آئیں گے۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار اور مذہبی شدت پسندوں کی جانب سے ان لوگوں کے خلاف سخت تعصب اور امتیازی سلوک ہی روا رکھا گیا ہے۔

1953ء احمدیت مخالف فسادات ہوئے اور مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں صاحب کو برطرف کیا جائے جو ایک اہم احمدی شخصیت ہیں۔

1974ء میں پاکستان کے پہلے منتخب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اس قرارداد کی راہ ہموار کی جس کے ذریعہ سے جماعت کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

1984ء میں ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس جاری کیا جس میں احمدیوں کو خود کو مسلمان کہنے سے روک دیا گیا۔ اور انہیں اسلامی شعائر اور خطابات استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ قصہ مختصر یہ کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ اگر کوئی احمدی السلام علیکم کہے، اپنی کتب کی اشاعت کرے یا اذان ہی بلند کرے وہ فوراً قید میں ڈال دیا جائے گا۔

یاد رہے کہ احمدی ’’قانون‘‘ کی رو سے اپنی عبادت گاہوں کو (۔) نہیں کہہ سکتے (کتنی شرم کی بات ہے کہ اسکو ابھی بھی ’’قانون‘‘ ہی کہا جاتا ہے) اسی وجہ سے (واقعہ کی رپورٹنگ کے دوران) ٹی وی کے میزبان حضرات اور دیگر لوگ ’’عبادت گاہ‘‘ کا لفظ استعمال کرتے رہے۔

اب ایک طرف تو آئین کا آرٹیکل 20 ہے جو ہر پاکستانی کو عبادت اور اپنے عقیدہ کے اظہار کی آزادی دیتا ہے اور اسی کے مقابل پر ضیاء الحق کا آرڈیننس ہے! کیا آپ پر ابھی تک تضاد ظاہر نہیں ہوا ہے؟ مملکت پہلے ہمیں آزادی کے ساتھ عبادت کی اجازت دیتی ہے۔ پھر ساتھ ہی کہا جاتا ہے کہ ایسا کرنا تو جرم ہے۔ کیا یہ تضادات کا مجموعہ نہیں؟ اور ذہنی پسماندگی کا نمونہ بھی۔

معزز چیف جسٹس صاحب! کیا ’’امتناعِ قادیانیت آرڈیننس‘‘ آئین کے مذکورہ بالا آرٹیکل بلکہ سارے آئین کی بنیادی روح سے ہی متصادم نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

(روزنامہ ڈان لاہور 7جون 2010ء)

عشرہ تعلیم القرآن

مورخہ 20 تا 29/اگست 2010ء عشرہ تعلیم القرآن منانے کا پروگرام ہے۔ تمام امراء، صدران و سیکرٹریان تعلیم القرآن سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں حسب پروگرام عشرہ تعلیم القرآن منائیں۔ اس کا مختصر پروگرام درج ذیل ہے۔ مقامی حالات کے مطابق اس میں بہتر تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

☆ دوران عشرہ نماز تہجد سے آغاز اور نماز باجماعت کے قیام کو یقینی بنایا جائے، ہر فرد جماعت روزانہ ایک پارہ تلاوت کرے۔ حسب استطاعت قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھے۔ خطبہ جمعہ میں بھی قرآن کریم کے فضائل و برکات کا تذکرہ کیا جائے۔

☆ سیکرٹری تعلیم القرآن اس امر کا جائزہ لیں کہ جو افراد ابھی تک ناظرہ قرآن نہیں جانتے ان کی معین فہرست تیار کر کے ان کو قرآن پڑھانے کا فوری انتظام کریں۔

☆ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں رمضان اور قرآن کی برکتوں سے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے احباب کو ناظرہ قرآن کریم کا کم از کم ایک دور مکمل کرنے کی طرف توجہ ضرور دلائیں۔

☆ احباب کو ترجمۃ القرآن پڑھنے کی بھی تلقین کریں اور ترجمہ قرآن کا مکمل دورہ کرنے والوں کی رپورٹ بھی ارسال کریں۔

☆ دوران عشرہ عہدیداران گھروں کا دورہ کر کے احباب جماعت کا جائزہ لیں کہ ہر فرد جماعت روزانہ تلاوت قرآن کریم کریں خصوصاً کمزور اور سست افراد سے رابطہ کر کے ان کو روزانہ تلاوت کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم

سسر اور ساس، بہو سے عمدہ رویہ رکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

’’بعض دفعہ گھروں میں چھوٹی موٹی چپقلشیں ہوتی ہیں ان میں عورتیں بحیثیت ساس کیونکہ ان کی طبیعت ایسی ہوتی ہے وہ کہہ دیتی ہیں کہ بہو کو گھر سے نکالو لیکن حیرت اس وقت ہوتی ہے جب سسر بھی، مرد بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہوئی ہے اپنی بیویوں کی باتوں میں آ کر یا خود ہی بہوؤں کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ بلاوجہ بہوؤں پہ ہاتھ بھی اُٹھا لیتے ہیں۔ پھر بیٹوں کو بھی کہتے ہیں کہ مارو اور اگر مر گئی تو کوئی فرق نہیں پڑتا اور بیوی لے آئیں گے۔ اللہ عقل دے ایسے مردوں کو۔ ان کو حضرت اقدس مسیح موعود کے یہ الفاظ یاد رکھنے چاہئیں کہ ایسے مرد بزدل اور نامرد ہیں‘‘۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

خطبہ جمعہ

لاہور کی بیوت میں قربان ہونے والے 12 مزید احباب کے تعارف، واقعہ قربانی اور ان کی نیکیوں اور خوبیوں پر مشتمل ذکر خیر ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے

مکرمہ سرور سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب کی وفات پر مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمدخلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2 جولائی 2010ء بیت الفتوح لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

آج بھی لاہور کی (بیوت الذکر) کے (قربانی کرنے والوں) کا ذکرِ خیر ہوگا۔

پہلا نام آج کی فہرست میں ہے۔ **مکرم عبدالرحمٰن صاحب (مرحوم) ابن مکرم محمد جاوید اسلم صاحب** کا۔ (۔) مرحوم نے اپنی والدہ، خالہ اور چھوٹی بہن کے ہمراہ اگست 2008ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ نومبائع تھے۔ حکمت کے تحت دیگر خاندان میں فوری طور پر اس کا اظہار نہیں کیا۔ (۔) مرحوم کا خیال تھا کہ MBBS کی تکمیل کے بعد دیگر تمام رشتے داروں کو بتا دیں گے۔ میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ننھیال کی طرف سے سوائے نانا کے سب احمدی ہیں۔ ان کی نانی محترمہ سعیدہ صاحبہ مرحومہ نہایت ہی مخلص احمدی تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ نہایت مخالفانہ حالات میں بھی وہ احمدیت سے وابستہ رہیں۔ (۔) مرحوم کی عمر.......... کے وقت اکیس سال تھی اور دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ سانحہ کے روز (۔) مرحوم کالج سے نمازِ جمعہ کے لئے سیدھے (۔) دارالذکر پہنچے۔ (۔) کے مین ہال میں بیٹھے تھے تو والدہ کو فون پر بتایا کہ بہت گولیاں چل رہی ہیں، آپ فکر نہ کریں۔ اور ساتھ ہی خالہ زاد بھائی کو فون کر کے کہا کہ اگر میری (۔) ہو جائے تو میری تدفین ربوہ میں کرنا۔ ان کا خیال تھا کہ باقی عزیز رشتہ دار شاید ربوہ لے جانے نہ دیں۔ (قربان) مرحوم کو تین گولیاں لگیں جس سے (قربان) ہو گئے۔ ان کے خاندان کے دیگر افراد بھی اس سانحہ میں (قربان) ہوئے جن میں ملک عبدالرشید صاحب، ملک انصار الحق صاحب اور ملک زبیر احمد صاحب شامل ہیں۔ سانحہ کے بعد جب دیگر خاندان اور اہلِ محلّہ کو علم ہوا تو ان کی خالہ کو ان کے شوہر نے گھر سے نکال دیا۔ محلے میں بھی شدید مخالفت شروع ہوگئی۔ دھمکیوں کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ جنازہ کے لئے ان کے گھر میں بہت شور شرابہ ہوا اور (۔) مرحوم کے خالو جو شدید مخالف ہیں، انہوں نے اور دوسرے رشتے داروں نے مل کر کہا کہ جنازہ یہیں پڑھیں گے۔ اس وقت (۔) کی خالہ کھڑی ہوگئیں اور بڑی سختی سے اور بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے کہا: نہیں، اس بچے نے فون کیا تھا کہ مجھے ربوہ لے کر جانا۔ ان کی خواہش کے مطابق ان کو ہم ربوہ ہی لے کر جائیں گے۔ (۔) مرحوم کے والد نے تا حال بیعت نہیں کی۔ پہلے تو ان کا رویہ سخت تھا مگر اب نسبتاً نرم ہے۔ (۔) مرحوم کی والدہ نے (قربانی) سے پہلے خواب میں مجھے دیکھا کہ مَیں ان کے گھر گیا ہوں۔ ان کی کزن نے خواب میں دیکھا کہ پانچوں خلفاء کی تصاویر لگی ہیں اور ایک راستہ بنا ہوا ہے جس پر لکھا ہوا ہے This is the right way۔ جیسا کہ میں نے بتایا (مرحوم) ایم بی بی ایس کر رہے تھے اور پہلے سال کے طالب علم تھے۔ پڑھائی کا بڑا شوق تھا۔ بزرگوں کی خدمت کا بڑا شوق تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ عملی زندگی میں جب قدم رکھوں تو بے سہارا لوگوں کے لئے اپنی نانی کے نام پر ایک سعیدہ اولڈ ہاؤس بناؤں گا۔ ابھی بھی جیسا کہ میں نے کہا ان کے خاندان میں اور محلّے میں ان لوگوں کی بڑی سخت مخالفت ہے اور والدہ نے یہ درخواست بھی کی ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں ثباتِ قدم عطا فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اتنی مخالفت ہے کہ جو جماعتی وفد ملنے گیا، جو احمدی لوگ تعزیت کرنے گئے ہیں وہ ان کے گھر بھی نہیں جا سکے تھے۔ (۔) مرحوم نے باوجود نومبائع ہونے کے جو استقامت دکھائی ہے۔...... اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

دوسرا ذکر ہے **مکرم نثار احمد صاحب (مرحوم) ابن مکرم غلام رسول صاحب** کا۔ (۔) مرحوم کے آباؤ اجداد کا تعلق ضلع نارووال سے تھا۔ ان کے دادا حضرت مولوی محمد صاحب (رفیق) حضرت مسیح موعود امرتسر کے رہنے والے تھے۔ یہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ (۔) مرحوم سترہ سال کی عمر میں لاہور آ گئے اور اشرف بلال صاحب جو اس سانحہ میں (قربان) ہو گئے ہیں ان کی فیکٹری میں کام شروع کیا، ان کے ساتھ ہی رہے۔ (قربانی) کے وقت (مرحوم) کی عمر 46 سال تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ (۔) دارالذکر میں اشرف بلال صاحب کو بچاتے ہوئے انہوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ عموماً نمازِ جمعہ دارالذکر میں ہی ادا کرتے اور بچوں کو بھی ساتھ لاتے۔ سانحہ کے روز بھی بچوں کو ساتھ لے کر آئے۔ نمازِ جمعہ سے قبل صدقہ دینا ان کا معمول تھا۔ بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے کہ اس سے ثواب ہوتا ہے۔ سانحہ کے روز بھی صدقہ دیا۔ ایک بیٹے نے کہا کہ میری طرف سے بھی صدقہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا آپ خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ بیٹے کی طرف سے بھی ادا شدہ صدقہ کی رسید ان کی جیب میں موجود تھی۔ فائرنگ کے دوران اشرف بلال صاحب جو شدید زخمی ہو گئے، جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں، ان کو بچانے کے لئے ان کے اوپر لیٹ گئے۔ اسی دوران ایک دہشتگرد نے گولیوں کی بوچھاڑ ماری جس سے آپ کی کمر چھلنی ہوگئی اور آپ موقع پر (قربان) ہو گئے۔ (۔) مرحوم نے سانحہ سے دس دن قبل خواب میں دیکھا تھا کہ والدین مرحومین سے ملاقات ہوئی ہے۔ والدین کہتے ہیں کہ بیٹا ہمارے پاس ہی آ کر بیٹھ جاؤ۔ اہلِ خانہ نے بتایا کہ تہجد اور نمازوں

میں باقاعدہ تھے۔ شادی کے پچیس سالہ عرصہ میں کبھی سختی سے بات نہیں کی۔ دونوں بچوں کو وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں پیش کیا۔ والدین کی وفات سے قبل بھرپور طریقے سے والدین کی خدمت کا موقع ملا۔ خدمتِ خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا۔ احمدیت کے حوالے سے بہت جذباتی تھے۔ اپنے آبائی گاؤں میں ان کا اکیلا احمدی گھر تھا۔ ایک دفعہ مخالفین نے جلسہ کیا اور لاؤڈ سپیکر میں جماعت کے خلاف سخت بدزبانی کی۔ رات کا وقت تھا، یہ چپکے سے گھر سے نکلے اور وہاں جا کر ان کو سختی سے کہا کہ یہ بدکلامی بند کرو اور اونچی آواز کو بند کرو اور اگر کوئی بات کرنی ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کرلو۔ جس پر مخالفین نے لاؤڈ سپیکر کی آواز بند کردی۔ واپس آنے پر اہلیہ نے کہا آپ اکیلے چلے گئے تھے، مخالفین اتنے زیادہ تھے اگر وہ آپ کو مار دیتے تو کیا ہوتا۔ تو جواباً کہا زیادہ سے زیادہ (قربان) ہو جاتا۔ اس سے اچھا اور کیا تھا؟ لیکن مجھ سے حضرت مسیح موعود اور خلفائے سلسلہ کے خلاف بدزبانی سنی نہیں جا رہی تھی۔

اگلا ذکر ہے **مکرم ڈاکٹر اصغر یعقوب خان صاحب (مرحوم) ابن مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب** کا۔ (۔) مرحوم صاحب کے والد 1903ء میں بٹالہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا حضرت شیخ عبدالرشید خان صاحب (۔) حضرت مسیح موعود تھے۔ ان کے والد اور ان کے نانا حضرت ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے معالج کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ (۔) مرحوم 25/اگست 1949 کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ایف ایس سی کے بعد ایم ایس سی بائیو کیمسٹری میں کیا اور پھر ایم بی بی ایس کی ڈگریاں لیں۔ بوقتِ (۔) ان کی عمر 60 سال تھی۔ (۔) دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا اور ماڈل ٹاؤن لاہور میں تدفین ہوئی۔ عموماً نمازِ جمعہ کرٹک ہاؤس میں ادا کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی دارالذکر بھی چلے جاتے۔ سانحہ کے روز بیٹے کو کالج چھوڑنے گئے اس کے بعد قریب ہی دارالذکر چلے گئے۔ ایک بج کر چالیس منٹ کے قریب یہ (۔) میں داخل ہوئے۔ اسی دوران گیٹ کے قریب ہی دہشتگردوں کی فائرنگ شروع ہوئی۔ چھاتی اور ٹانگ میں گولیاں لگیں، تھوڑی دیر تک ہوش میں رہے۔ ایمبولینس میں اپنا نام وغیرہ بتایا تاہم ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں (قربان) ہو گئے۔ اہلِ خانہ نے بتایا کہ حقیقی معنوں میں انسانیت کی خدمت کرنے والے تھے۔ کبھی کسی امیر و غریب میں فرق نہیں کیا۔ سب سے ایک جیسا ہمدردانہ سلوک کرتے تھے۔ مریضوں کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا تھا۔ جب بھی کوئی ضرورتمند آ جاتا آپ خدمت کے لئے تیار ہوتے اور ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے۔ (۔) مرحوم کے ایک عزیز نے سانحہ سے ایک روز قبل خواب میں دیکھا تھا کہ میرے والد ڈاکٹر وسیم صاحب قبر کھود رہے ہیں اور ساتھ روتے ہیں کہ میرے کسی عزیز کی قبر ہے۔ خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم میاں محمد سعید درد صاحب (مرحوم) ابن مکرم حضرت میاں محمد یوسف صاحب** کا۔ (۔) مرحوم کے آباؤ اجداد گجرات کے رہنے والے تھے۔ پھر قادیان شفٹ ہو گئے۔ ان کے والد حضرت میاں محمد یوسف صاحب اور دادا حضرت ہدایت اللہ صاحب (۔) حضرت مسیح موعود تھے اور انہوں نے 1900ء میں بیعت کی تھی۔ (۔) مرحوم کے والد صاحب پارٹیشن تک حضرت مصلح موعود کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔ اس کے علاوہ نائب امیر ضلع لاہور بھی رہے۔ (۔) مرحوم 1930ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ پیدائش کے بعد گھر والے قادیان شفٹ ہو گئے چنانچہ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد بی اے کیا اور بعد میں نیشنل بینک میں ملازمت اختیار کی جہاں سے 1970ء میں مینیجر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ زندگی میں چھ مرتبہ حج اور متعدد بار عمرہ کرنے کی سعادت بھی ملی۔ (قربانی) کے وقت ان کی عمر 80 سال تھی۔ (۔) بیت النور ماڈل ٹاؤن میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ قریباً ایک بجے بیت النور ماڈل ٹاؤن پہنچ گئے۔ جنرل ناصر صاحب کے ساتھ ویل چیئر پر بیٹھے تھے۔ دو گولیاں ٹانگ میں اور ایک بازو میں لگی۔ شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا گیا جہاں اڑھائی گھنٹے آپریشن جاری رہا لیکن جانبر نہ ہو سکے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اہلِ خانہ نے بتایا کہ بہت دعا گو انسان تھے۔ کبھی کسی سے شکوہ نہیں کیا۔ ہمیشہ صبر کی تلقین کرتے۔ نہایت مہمان نواز تھے۔ باوجود بڑھاپے کے ہر ایک سے کھڑے ہو کر ملتے تھے۔ بچوں کو نصیحت کی کہ اپنا دستر خوان ہر ایک کے لئے کھلا رکھنا۔ اتنی عمر کے باوجود سارے روزے رکھتے تھے۔ 1969ء سے ہر سال اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ صرف گزشتہ دو سال سے بچوں کے اصرار کی وجہ سے اعتکاف نہیں بیٹھے۔ بیت النور ماڈل ٹاؤن کے سنگِ بنیاد کے وقت حضرت مصلح موعود کے ساتھ (۔) مرحوم کے والد صاحب کو بھی بنیاد میں اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رونے لگ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اتنی نعمتیں مجھے دی ہیں۔ (قربانی) سے چند دن پہلے نائب امیر صاحب ضلع لاہور ان سے ملنے آئے تو ان سے کہا کہ یہ میری آپ سے آخری ملاقات ہے۔ جب تک نظر ٹھیک رہی بچوں کو قرآنِ کریم پڑھاتے رہے۔ آخری وقت تک دیگر احباب سے چندہ وصول کرنے کے لئے خود پیدل جاتے اور کہتے کہ میں اگر اس غرض سے ایک قدم بھی چلوں گا تو سو قدم کا ثواب ملے گا۔ بیت النور میں حصولِ ثواب کی خاطر اکثر پیدل جاتے تھے۔ ان کی (قربانی) کے بعد ان کے میز پر دعائیہ خزائن کی کتاب کھلی ملی ہے جو کہ الٹی رکھی ہوئی تھی۔ ان کے اہلِ خانہ کہتے ہیں عموماً پہلے نہیں ہوتی تھی اور جو صفحہ کھلا ہوا تھا اس پر الوداع کہنے کی دعا اور بلندی پر چڑھنے کی دعا تحریر تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم محمد یحییٰ خان صاحب (مرحوم) ابن مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب** کا۔ (۔) مرحوم کے والد حضرت ملک محمد عبداللہ صاحب اور دادا حضرت برکت علی صاحب (۔) حضرت مسیح موعود تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ سابق ناظر اعلیٰ قادیان (بھارت) ان کے چچا تھے۔ (۔) مرحوم 1933ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ان کی اپنی زندگی بھی ایک معجزہ تھی۔ ان کے بڑے بھائی اور ان کی عمر میں 18 سال کا فرق تھا کیونکہ درمیان کی ساری اولاد چار سے پانچ سال کی عمر میں فوت ہو گئی اور ان کی صحت بھی چار پانچ سال کی عمر میں خراب ہو گئی۔ ان کی والدہ صاحبہ ان کو لے کر حضرت اماں جان کے پاس گئیں۔ حضرت اماں جان ان کو لے کر حضرت مصلح موعود کے پاس گئیں۔ ان کی والدہ نے حضرت مصلح موعود سے پنجابی میں عرض کیا کہ ”حضور اے وی جا ریا جے“ (کہ حضور یہ بھی جا رہا ہے)۔ حضرت مصلح موعود نے آپ کو (اس بچے کو) گود میں لے لیا اور آپ کا نام شریف احمد سے بدل کر محمد یحییٰ رکھ دیا۔ حضور کی ان دعاؤں کے طفیل آپ نے نہ صرف لمبی عمر پائی بلکہ (قربان) ہو کر ابدی حیات پا گئے۔ پارٹیشن کے بعد فیصل آباد آ گئے۔ ہجرت سے قبل ان کی ڈیوٹی مینارۃ المسیح قادیان پر ہوتی تھی۔ یہ دوربین لگا کر ارد گرد کے ماحول کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ سول انجینئرنگ کے بعد مختلف جگہوں پر تعینات رہے۔ 82-1981ء میں بسلسلہ ملازمت عراق چلے گئے جہاں ان کو جماعت کو Establish کرنے کا موقع بھی ملا۔ بوقت (قربانی) ان کی عمر 77 سال تھی۔ بیت النور ماڈل ٹاؤن میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ سانحہ کے دوران (۔) کے مین ہال میں کرسیوں پر پہلی رو میں بیٹھے تھے کہ اچانک فائرنگ شروع ہو گئی۔ کسی دوست نے کہا کہ آپ پیچھے چلے جائیں تو کہا کہ گھبراؤ نہیں اللہ یہیں فضل کرے گا۔ اس کے بعد عہدیداران کی ہدایت پر دیوار کے ساتھ نیچے بیٹھ گئے۔ اسی دوران دہشت گردنے گرنیڈ پھینکے جن میں سے ایک گرنیڈ کے پھٹنے سے ان کے سر کا پچھلا حصہ زخمی ہو گیا جس سے موقع پر ہی (قربان) ہو گئے۔ ان کے دو بیٹے دارالذکر میں ڈیوٹی پر تھے جو کہ رات 12 بجے تک ریسکیو کا کام کرتے رہے۔ حالانکہ ان کو والد صاحب کی (قربانی) کی اطلاع مل چکی تھی۔ اہل خانہ نے بتایا کہ (۔) مرحوم انتہائی حلیم طبیعت کے مالک تھے۔ کبھی غصے میں نہیں دیکھا۔ جماعتی کاموں میں غیرت تھی۔ بچوں کو جماعتی کاموں اور نمازوں میں کوتاہی کی صورت میں معافی نہیں ملتی تھی۔ عرصہ دراز تک سیکرٹری تعلیم القرآن رہے۔ لوگوں کو گھروں میں جا جا کر قرآن کریم کی تعلیم دی۔ یہ لوگ آپ کی شہادت پر زار و قطار روتے ہوئے ملے کہ ان کا یہ احسان ہماری نسلیں کبھی نہیں بھلا سکتیں۔ عزیز و اقارب اور دیگر رشتہ داروں کی ہمیشہ مشکل حالات میں مدد کی اور ان کو سپورٹ کیا۔ جو بھی

آپ کو پنشن ملتی تھی وہ ساری کی ساری غریبوں پر ہی خرچ کر دیتے تھے۔نماز ظہر وعصر گھر میں باجماعت ادا کرتے اور باقی تین نمازیں …………میں جا کر ادا کرتے تھے۔کبھی تہجد نہیں چھوڑی۔ داماد اور بیٹے میں کبھی فرق نہیں کیا۔بہوؤں کو اپنی بیٹی سمجھا۔سانحہ سے ایک جمعہ قبل تین نئے سفید سوٹ سلوائے دونوں بیٹوں نے اپنے اپنے سوٹ پہن لئے۔جب (۔) مرحوم کو کہا گیا کہ تیسرا سوٹ آپ پہن لیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں میں اگلے جمعہ پہنوں گا۔کچھ عرصہ قبل آپ کی بیٹی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی تہہ خانے والی بلڈنگ ہے جس میں میڈل تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ان میں میرے والد صاحب بھی شامل ہیں۔خواب میں ہی کوئی شخص کہتا ہے کہ یہ میڈل ان کو دیئے جا رہے ہیں جنہوں نے کوئی خاص کارنامہ سرانجام دیا ہے۔مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ان کی اپنی لائبریری تھی جس میں ہزاروں کتابیں موجود تھیں۔ان کے ایک بیٹے خالد محمود صاحب واقفِ زندگی ہیں اور تحریکِ جدید کی سندھ کی زمینوں میں مینیجر ہیں۔اللہ تعالیٰ (۔) مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب (مرحوم) ابن مکرم ڈاکٹر عبدالشکور میاں صاحب** کا۔(۔) مرحوم کے دادا چوہدری عبدالستار صاحب نے 1921ء یا 22ء میں بیعت کی تھی۔ان کے ننھیال گورداسپور جبکہ ددھیال میاں چنّوں کے رہنے والے تھے۔ان کے والد صاحب کے خالو حضرت مولوی محمد دین صاحب لمبا عرصہ صدر، صدر انجمن احمدیہ رہے ہیں۔تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے ہیں۔اسی طرح مولانا رحمت علی صاحب (۔) انڈونیشیا اور چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر ضلع راولپنڈی ان کے والد کے خالو تھے۔حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی ان کے والد کے نانا تھے۔

(۔) مرحوم جولائی 1979ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ایم ایس سی آنرز مائیکرو بیالوجی کرنے کے بعد سترہ گریڈ کے ویٹرنری آفیسر تعینات ہوئے۔بوقتِ (قربانی) ان کی عمر اکتیس برس تھی۔نظامِ وصیت میں شامل تھے۔(۔) دارالذکر میں شدید زخمی ہوئے۔ہسپتال میں زیرِ علاج رہے اور بعد میں (قربان) ہوئے۔سانحہ کے روز ملازمت سے ہی نمازِ جمعہ ادا کرنے دارالذکر پہنچے۔ابھی وضو کر رہے تھے کہ فائرنگ شروع ہوگئی۔لفٹ کے پاس کھڑے تھے کہ دہشتگرد کی دو تین گولیاں ان کے گردوں کو چھلنی کرتی ہوئیں نکل گئیں۔شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا گیا۔جہاں ان کے چار آپریشنز ہوئے۔ایک گردہ بالکل ختم ہو چکا تھا اسے نکال دیا گیا۔علاج کی پوری کوشش کی گئی۔ستّر بوتلیں خون کی دی گئیں لیکن جانبر نہ ہو سکے اور مؤرخہ 4 جون کو جامِ شہادت نوش فرمایا۔اہلِ خانہ نے بتایا کہ (۔) مرحوم بہت کم گو اور ملنسار انسان تھے۔کبھی کسی نے بھی ان کے بارے میں شکایت نہیں کی۔نماز کے پابند تھے۔ہر جمعرات کو اپنے (۔) کے حلقہ کے وقارِ عمل میں حصہ لیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم لعل خان صاحب ناصر (مرحوم) ابن مکرم حاجی احمد صاحب** کا۔(۔) مرحوم ادرحماں ضلع سرگودھا کے رہنے والے تھے۔ان کے دادا نے اپنے خاندان میں سب سے پہلے بیعت کی تھی۔بچپن میں (۔) مرحوم کے والد وفات پا گئے تھے۔والدہ بھی 1995ء میں وفات پا گئیں۔ابتدائی تعلیم کے بعد ربوہ آ گئے تھے۔بی اے تک تعلیم حاصل کی جس کے بعد بسلسلہ ملازمت کچھ عرصہ کے لئے کراچی چلے گئے۔بعد میں تربیلا میں ملازمت مل گئی۔اس وقت گریڈ سترہ کے بجٹ اکاؤنٹ آفیسر تھے اور گریڈ اٹھارہ ملنے والا تھا۔دورانِ ملازمت ملتان اور وہاڑی میں بھی بھرپور جماعتی خدمات کا موقع ملا۔اس کے علاوہ مظفر گڑھ میں پہلے قائد ضلع اور پھر امیر ضلع مظفر گڑھ کی حیثیت سے بھی خدمت سرانجام دیتے رہے۔بوقتِ (قربانی) ان کی عمر 52 سال تھی اور نظامِ وصیت میں شامل تھے۔(۔) بیت النور ماڈل ٹاؤن میں (قربانی) کا رتبہ پایا۔(۔) بیت النور کے دوسرے ہال میں بیٹھے تھے۔دہشتگردوں کے آنے پر آپ نے بھاگ کر دروازہ بند کیا اور احبابِ جماعت سے کہا کہ آہستہ آہستہ ایک طرف ہو جائیں۔اسی دوران دروازے میں سے دہشتگرد نے گن کی نالی اندر کر کے فائر کئے جو آپ کے سینے میں لگے اور موقع پر ہی (قربان) ہو گئے۔ان کی اہلیہ محترمہ نے بتایا کہ سانحہ سے ایک روز قبل (۔) مرحوم غالبًا کوئی خواب دیکھتے ہوئے ایک دم ہڑبڑا کے اٹھ گئے تھے۔میں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے؟ تو خاموش رہے۔تاہم اٹھ کر بچوں کو دیکھا لیکن خواب نہیں سنائی۔بڑے بیٹے نے بتایا کہ تدفین سے اگلے روز غیر از جماعت لڑکوں کے گالیوں بھرے ایس ایم ایس (SMS) آتے رہے۔یہ ان کی اخلاقی حالت کا حال ہے۔لڑکے نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کالی سکرین ہے جس پر سفید الفاظ لکھے آ رہے ہیں اور ساتھ ہی ابو (مرحوم) کی آواز آتی ہے کہ ignore کرو سب کو، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے قربانی دی۔(۔) مرحوم کے ایک عزیز نے شہادت کے بعد خواب میں دیکھا کہ ہرے بھرے گراؤنڈ میں ٹہل رہے ہیں۔ایک ہاتھ میں حضرت مسیح موعود کی کتاب ہے اور دوسرے ہاتھ میں سیب ہے جو کھا رہے ہیں۔بروز جمعہ (۔) مرحوم نے نماز سینٹر جا کر باجماعت تہجد پڑھائی اور رو رو کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔پھر اس کے بعد نمازِ فجر پڑھائی تو آخری سجدہ بہت لمبا کیا۔اہلِ خانہ نے بتایا کہ وقفِ عارضی کا بہت شوق تھا۔وقفِ نو کی کلاسز بہت دلجمعی سے لیتے تھے۔فرداً فرداً بچوں کو وقت دے کر جائزہ لیا کرتے تھے۔گھر میں ایک عیسائی بچی ملازمہ تھی، اس کے تعلیمی اخراجات بھی برداشت کئے۔اس کو جہیز بنا کر دیا اور بعد میں اس کی شادی کی۔ان کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ عینی شاہد نے بتایا کہ لعل خان صاحب دہشتگردی کا واقعہ ہوا تو فوراً اپنے ہی حلقہ کے انصار بھائی کے ساتھ (۔) کی چھت پر چلے گئے۔ جب اس فائر کرنے والے درندہ صفت کی بندوق کی گولیاں ختم ہو گئیں تو دوبارہ گولیاں بھرنے لگ گیا۔تب تھوڑی دیر کے لئے خاموشی ہوئی تو چھت پر جانے والے تمام افراد نے یہ سمجھا کہ حالات قابو میں آ گئے ہیں۔چنانچہ وہ فوراً نیچے آ گئے۔اتنی دیر میں اس نے اپنی بندوق پھر لوڈ کر لی۔خان صاحب اپنے ہاتھ اپنے ساتھیوں سے چھڑا کر بھاگ کر ہال کے پچھلے دروازے کو بند کر کے دروازے کے آگے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے اور باقی نمازیوں سے کہنے لگے کہ آپ درود شریف کا ورد کرتے ہوئے جلدی جلدی محفوظ جگہوں پر چلے جائیں۔تقریباً پونے دو بجے تک وہ خیریت سے تھے۔اور دہشتگرد نے جب دروازہ بند کرتے دیکھا تو فوراً بھاگ کر دروازے پر پہنچا اور دروازہ کھولنے کے لئے دھکا دینے لگا۔انہوں نے مضبوطی سے تھامے رکھا۔اور اس دوران جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس نے نالی اندر کی اور فائر کر دیا۔اس دوران ان کے دو اور ساتھی بھی (قربان) ہو گئے۔ان تینوں کی (قربانی) سے اس عرصے میں جو دہشتگرد کے ساتھ زور آزمائی ہو رہی تھی، ہال خالی ہو چکا تھا اور باقی نمازی محفوظ جگہوں پر چلے گئے۔ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ میرے میاں ایک فرشتہ صفت انسان تھے، ہر وقت جماعت کی خدمت کی فکر تھی۔جوں ہی جماعت کی طرف سے کوئی اطلاع آتی تو فوراً عمل کرتے۔اپنے حلقہ پنجاب سوسائٹی کے زعیم انصار اللہ، سیکرٹری تربیت نومبائعین، سیکرٹری رشتہ ناطہ تھے۔وقفِ عارضی بہت شوق سے کرتے تھے۔(قربانی) سے پندرہ دن پہلے ان کی وقفِ عارضی مکمل ہوئی تھی۔وقفِ عارضی کے لئے انہوں نے عصر سے لے کر نمازِ عشاء کا ٹائم وقف کیا ہوا تھا۔عصر سے مغرب تک واپڈا ٹاؤن کے بچوں سے قرآنِ مجید، نماز باترجمہ اور نصاب وقفِ نو میں سے سورتیں وغیرہ سنتے۔اگر کسی بچے کا تلفظ درست نہ ہوتا تو اس کا تلفظ درست کرواتے۔اور نماز مغرب کے بعد NESS پارک سوسائٹی میں آ جاتے۔نمازِ عشاء تک وہاں کے بچوں کو پڑھاتے۔بچوں کے دلوں میں جماعت کی محبت، خلیفۂ وقت کی محبت اور اطاعت کا شوق پیدا کرنے والے واقعات سناتے۔میرے میاں کی (قربانی) کے بعد تمام بچے سوگوار تھے اور یہی کہتے کہ انکل تو ہمارے فیورٹ (Favorite) انکل تھے۔ہمیں انہوں نے بہت کچھ سکھایا۔ ہر وقت زبان پر درود شریف اور خلافت جوبلی کی دعائیں ہوتی تھیں۔گھر میں ہم سب کو بھی درود شریف اور خلافت جوبلی کی دعائیں پڑھنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔اول وقت میں نماز پڑھنے کے عادی تھے اور اہلِ خانہ کو بھی اس کا عادی بنایا۔ان کے ایک اور واقف نے لکھا ہے کہ 1998ء سے 2001ء تک مظفر گڑھ کے امیر ضلع رہے۔آپ کو جماعت کے افراد کی تربیت کا بڑا فکر ہوتا

تھا۔ آغاز اپنے گھر سے کرتے تھے۔ لوگوں کے عائلی معاملات میں صلح وصفائی کی کوشش کرتے۔ ایک دفعہ شہر سلطان، (یہ وہاں جگہ کا نام ہے) میں عائلی معاملہ پیش تھا۔ آپ نے فریقین کے حالات و واقعات سنے اور دیگر افراد سے بھی تصدیق چاہی۔ دونوں خاندانوں کو سمجھایا۔ اس وقت آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے اور بار بار یہ نصیحت کرتے تھے کہ آپ حضرت مسیح موعود کی جماعت سے ہیں۔ آپ کوشش کریں کہ اپنے گلے شکوے دور کر کے پھر اکٹھے ہو جائیں اور ناراضگی جانے دیں۔ عاجزی اور انکساری کمال کی تھی۔ کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو مجلس عاملہ کے اراکین کے سامنے رکھتے اور ان سے رائے لیتے۔ آپ میں کمال کی ستاری دیکھی۔ کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی تو اس کے لئے دعا بھی کرتے۔ مرکز کو حالات لکھتے اور حالات سے آگاہ رکھتے اور اگر اصلاح دیکھتے تو اس کی اطلاع بھی مرکز کو کرتے۔ جب تک یہ امیر ضلع رہے جماعت کے لئے ایک پُرشفقت باپ کا کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم ظفر اقبال صاحب (مرحوم) ابن مکرم محمد صادق صاحب** کا۔ (۔) مرحوم عارف والا ضلع لیّہ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم عارف والا میں حاصل کرنے کے بعد لاہور شفٹ ہو گئے۔ بی اے تک تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ اس کے بعد سعودی عرب چلے گئے۔ جہاں قیام کے دوران پانچ بار حج کرنے کی سعادت ملی۔ پاکستان واپس آنے پر ٹرانسپورٹ لائن اختیار کی اور (قربانی) تک اسی سے وابستہ رہے۔ ایک سال قبل مع فیملی بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ بوقتِ (قربانی) ان کی عمر 59 برس تھی۔ دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ (۔) مرحوم باقاعدگی سے تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھتے اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد کام کے سلسلے میں سات بجے گھر سے نکلتے۔ 28 مئی سانحہ کے دن نماز تہجد ادا کرنے کے بعد تلاوت کی اور نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد ناشتہ کر کے کام کے لئے گھر سے نکلے۔ کام سے فارغ ہو کر (قربانی) دارالذکر پہنچے۔ سانحہ کے دوران مسلسل بیٹے سے فون پر بات ہوتی رہی۔ کہا کہ ہم چھپے ہوئے ہیں۔ لیکن کہاں چھپے ہوئے تھے یہ نہیں بتایا اور بتایا کہ فائرنگ بہت ہو رہی ہے، آپ دعا کریں۔ اللہ خود ہی ہماری مدد کرے گا۔ پھر بیٹی سے بھی بات کی تو یہی کہا کہ دعا کریں۔ پھر بار بار فون کرنے سے منع کر دیا۔ دہشتگردوں کی فائرنگ کے دوران ایک گولی آپ کے کندھے پر لگی۔ مین گیٹ کے قریب ان کی لاش پڑی ہوئی تھی جس سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ جب وہ آپریشن مکمل ہونے کی غلط خبر پھیلی تو یہ باہر نکل کر آئے ہیں اور مینار پر موجود دہشتگرد نے ان پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں گولی ان کے کندھے میں لگی جو ترچھی ہو کر دل کی طرف چلی گئی۔ اس کے بعد جب ان کو اٹھا کر ایمبولینس میں ڈالا گیا تب تک ان کی نبض چل رہی تھی۔ طبی امداد دینے کی کوشش کی گئی لیکن جانبر نہ ہو سکے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(۔) مرحوم کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ مَیں اپنے تأثرات لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ لیکن میرا ایمان اس قدر پختہ ہو گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نیتوں کا حال جانتا ہے اور وہ جو بھی اپنے بندے کے لئے کرتا ہے وہ انسان کی سوچ سے بھی بہت بڑھ کر ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے میاں کو (قربانی) کا جو رتبہ دیا ہے وہ اصل میں اس کے حق دار تھے اور مجھے اس پر فخر ہے۔ میری ساری اولاد بھی احمدیت کے لئے قربان ہو جائے تو مجھے رَتی بھر بھی ملال نہیں ہوگا بلکہ میں خدا کی بے انتہا شکر گزار ہوں گی۔ (۔) مرحوم کے بیٹے نے بتایا کہ ابّو کی شہادت سے چند روز قبل میرے ماموں طاہر محمود صاحب نے خواب دیکھا اور جب فجر کی نماز کے لئے بیدار ہوئے تو بتایا کہ مجھے خواب تو یاد نہیں، بس ایک جملہ یاد رہا ہے ''پہاڑوں کے پیچھے چھوڑ آئے'' اور جب ہم ابو (مرحوم) کو ربوہ ہمیشہ کے لئے چھوڑنے جا رہے تھے تو پہاڑوں میں گھری اس وادی کو دیکھتے ہوئے انہوں نے اپنا خواب بیان کیا۔ پہلی دفعہ ربوہ گئے تھے اور پھر ہمیشہ کے لئے وہیں رہ گئے۔ بیٹے نے مزید بتایا کہ ابو ابتدا میں تو جماعت کے شدید مخالف تھے لیکن پھر خدا تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ سچے دل سے احمدیت قبول کی اور اخلاص، تقویٰ اور ایمانداری میں اس قدر بڑھ گئے کہ بیعت کے صرف ایک سال بعد ہی (قربانی) کا بلند مرتبہ پایا۔ ایک سال میں ہی جماعت سے بے پناہ لگاؤ ہو گیا تھا۔ ڈش انٹینا لگوا کر ایم ٹی اے بڑے شوق سے سنتے تھے۔ کس طرح بیعت کی؟ یہ بھی ان کی عجیب کہانی ہے۔ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔ ان کے ملنے والے نے ایک خط میں ذکر کیا ہے کہ سانحہ لاہور میں ایک ایسے وجود نے بھی جامِ شہادت نوش کیا جس کو بیعت کی توفیق تو اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال ہی عطا فرمائی تھی لیکن اس تھوڑے سے عرصہ ہی میں ان کو خلافت سے اتنی محبت ہو گئی تھی کہ جب بھی وہ ایم ٹی اے پر میرا کوئی پروگرام دیکھتے تھے، تو چہرے کو زوم (Zoom) کر کے سکرین پر لے آتے تھے اور جماعت سے اتنا گہرا تعلق ہو گیا تھا کہ ہمیشہ دارالذکر میں ہی جا کر جمعہ پڑھتے تھے۔ اور باوجود یہ کہ قریب ہی .... تھی، کہتے تھے کہ مجھے وہیں جانا ہے۔ کچھ دن پہلے تلاوت کے کسی مقابلے میں حصہ لیا اور پہلا انعام حاصل کیا اور انعام میں ایک جائے نماز ملی جس پر بہت خوش تھے۔ یہ ان کی بیوی کے بھائی کا خط ہے۔ کہتے ہیں کہ خاکسار کے بہت مخلص، سادہ طبیعت اور پیارے بہنوئی کی یہ باتیں خاکسار کی ہمشیرہ نے ان کی شہادت کے بعد بتائیں۔ میرے بہنوئی اپنے خاندان کے پہلے احمدی تھے۔ ان کے رشتے داروں کی طرف سے مخالفت تھی۔ بہت زیادہ ہنس مکھ اور ہر کسی کا خیال رکھنے والے تھے۔ ہر کسی کے غم یا خوشی میں سب سے آگے ہوتے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ مارچ 2009ء میں بیعت کی تھی۔ مَیں پیدائشی احمدی ہوں اور میرے بچوں اور میاں نے اکٹھے بیعت کی تھی۔ میری شادی کے بعد احمدیت کے بہت بڑے مخالف تھے بلکہ پورا سسرال ہی مخالف تھا لیکن ظفر صاحب تب بھی نماز کے بہت پابند اور بہت اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ دس سال تک سعودی عرب رہے۔ ماشاء اللہ پانچ حج اور لاتعداد عمرے کئے۔ 1986ء میں پھر سے پاکستان آ گئے۔ احمدیت میں آنے سے پہلے بھی بحیثیت شوہر کے انتہائی پیار کرنے والے شوہر اور باپ تھے۔ اپنے بچوں کے علاوہ دوسرے بچوں سے بھی بے حد پیار کرتے تھے۔ احمدیت میں آنے کے بعد پہلے سے بھی زیادہ نمازوں کی پابندی اور تہجد کی پابندی کرنے لگے۔ کتابیں پڑھنے کا زیادہ شوق نہیں تھا لیکن بیعت کرنے کے بعد سونے سے پہلے اکثر مجھے کہتے کہ مسیح موعود کی کوئی کتاب پڑھ کر سناؤ، یا خود پڑھ کر سوتے تھے۔ ایک دو ماہ پہلے ہم سب گھر والوں نے نوٹ کیا تھا، احمدیت سے بہت زیادہ وابستہ ہو گئے تھے۔ انصار اللہ کی کوئی بھی تقریب ہوتی تو ضرور شرکت کرتے اور ہمیشہ سب سے آگے بیٹھے ہوتے۔ ان کے بیٹے نے کہا کہ انہوں نے مجھے (۔) سے فون کیا لیکن مَیں مصروف تھا تو مَیں نے فون ریسیو نہیں کیا۔ پھر مجھے پتہ لگا کہ (۔) میں اس طرح فساد ہو رہا ہے۔ جب میں گھر آیا تو میں نے ان کو فون کیا۔ انہوں نے مجھے بھی کہا کہ یہاں بہت فائرنگ ہو رہی ہے، آپ ہمارے لئے بہت دعا کریں۔ میں نے کہا کہ ابو جی اپنا خیال رکھنا۔ اس وقت بھی انہوں نے ہنس کر جواب دیا کہ کیا خیال رکھوں، خیال تو اللہ میاں نے رکھنا ہے، آپ بس دعائیں کریں۔ احمدیت قبول کرنے سے پہلے، ان کی اہلیہ تو احمدی تھیں، بیٹا کہتا ہے کہ اگر میری ماں کو کبھی جماعت کا لٹریچر پڑھتے دیکھ لیتے تھے تو بہت غصہ آتا اور انہوں نے میری ماں کو سختی سے کہہ دیا تھا کہ یہاں احمدیوں کی کوئی کتاب نظر نہیں آنی چاہئے۔ پھر ایک دفعہ احمدی رشتے داروں کے پاس ملتان گئے۔ کہتے ہیں کہ میری ممانی بتاتی ہیں کہ وہاں انہوں نے گلشنِ وقفِ نو کا پروگرام دیکھا جو ایم ٹی اے پر آ رہا تھا۔ تو اگلے دن ان سے ہی جن کے گھر مہمان گئے تھے دوبارہ پوچھا کہ وہ جو کل پروگرام لگا ہوا تھا وہ روز لگتا ہے؟ ممانی نے کہا: جی روز لگتا ہے۔ تو بیٹا کہتا ہے کہ ابّو نے کہا اچھا پھر اس کو دوبارہ لگائیں۔ پھر کچھ عرصہ بعد ماموں کے کہنے پر میری ماما نے ابّو کو ڈش لگانے کا کہا تو فوراً گئے اور خود ڈش لا کر لگائی اور ایم ٹی اے سیٹ کیا۔ خطبات نہایت شوق سے سنتے تھے۔ پھر ابّو نے مارچ 2009ء میں بیعت کر لی۔ یہ بیٹے کا بیان ہے۔ پھر یہ بیٹا کہتا ہے کہ جب پیارے ابّو شہید ہوئے تو اس وقت بھی انہوں نے چندہ دیا ہوا تھا لیکن اس کی رسید ان کی (قربانی) کے بعد مربی صاحب نے ہمیں دی۔ پھر بیٹا لکھتا ہے کہ ابّا کی شہادت کے بعد ہمارے محلے میں مخالفت شروع ہو گئی ہے اور فتووں کے پوسٹر اور سٹکر وغیرہ چسپاں ہو رہے ہیں اور

پمفلٹ بانٹے جارہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم منصور احمد صاحب (مرحوم) ابن مکرم عبدالحمید جاوید صاحب** کا۔(۔) مرحوم کے خاندان کا تعلق شاہدرہ لاہور سے ہے۔ان کے پڑدادا مکرم غلام احمد صاحب ماسٹر تھے۔غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دورِ خلافت میں بیعت کی تھی۔1953ء میں ان کے مکانات کو آگ لگا دی گئی جس کے بعد ربوہ چلے گئے۔پھر والد صاحب 1970ء کے قریب کراچی چلے گئے۔1974ء میں کراچی میں ان کے والد محترم کی دکان کو آگ لگا دی گئی جس کے بعد یہ لاہور شفٹ ہوگئے۔

(۔) مرحوم امپورٹ ایکسپورٹ کی ایک فرم میں ملازمت کرتے تھے۔باہر جانے کی کوشش کررہے تھے۔ان کا ایک بھائی مانچسٹر میں تھا۔کچھ دنوں سے کہہ رہے تھے کہ میں نے ربوہ سیٹ ہونا ہے۔بوقتِ شہادت ان کی عمر 36 برس تھی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظامِ وصیت میں بھی شامل تھے۔(۔) دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔(۔) مرحوم کے دفتر والے جوان کی بہت تعریف بھی کررہے تھے، بتاتے ہیں کہ ان کے ساتھ ایک اور احمدی دوست بھی کام کرتے تھے۔ان کو ہر جمعہ پر اپنے ساتھ لے کر جاتے۔سانحہ کے روز کہا کہ ہر جمعہ پر آپ مجھے لیٹ کروا دیتے ہیں، آج کسی صورت بھی لیٹ نہیں ہونا۔اور باقاعدہ لڑائی کرکے بحث کرکے، اپنے دوست کو جمعہ کے لئے جلدی لے کر گئے۔(۔) پہنچ کر پہلی صف میں سنتیں ادا کیں۔حملے کے دوران اپنے دفتر فون کرکے کہا کہ میں بہت زیادہ زخمی ہوگیا ہوں، خون کافی بہہ گیا ہے، مجھے بچانے کی کوشش کریں۔گھر سے والدہ نے فون کیا تو ان کو بھی یہی کہا کہ کسی کو بھیجیں تاکہ ہمیں یہاں سے نکال سکے۔اہلیہ سے گفتگو کے دوران بھی گولیاں چلنے کی آوازیں انہوں نے سنیں۔پھر ان کی آواز بند ہوگئی۔(۔) مرحوم کی اہلیہ نے بتایا کہ بہت زیادہ حسّاس طبیعت کے مالک تھے۔(۔) سے ایک ہفتہ قبل مجھ سے کہا کہ آپ بچوں کا خیال رکھا کریں، بچوں کی ذمہ داری آپ بہتر طریقے سے نبھا سکتی ہیں۔اب میں شاید بچوں کو زیادہ وقت نہ دے سکوں۔بچوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے ساتھ اٹیچ (Attach) کروتاکہ یہ مجھے یاد نہ کریں۔(۔) کے روز صبح کے وقت کہا کہ بیٹا شانزیب محسن (جو صحتمند اور خوبصورت ہے) جب تین سال کا ہوجائے گا تو اسے ہم نے ربوہ بھیج دینا ہے اور جماعت کو پیش کرنا ہے۔وہ اسے جو چاہیں بنالیں۔کچھ عرصہ قبل ایک پڑوسی کا ایکسیڈنٹ ہوگیا۔وہ موٹر سائیکل چلانے کے قابل نہیں رہے تھے۔(۔) مرحوم کافی عرصہ مسلسل ان کو گھر سے دفتر اور دفتر سے گھر واپس لاتے رہے۔مذکورہ پڑوسی کی والدہ نے جب شکریہ ادا کرنے کی کوشش کی تو کہا کہ جب تک میری سانس ہے مَیں آپ کے بیٹے کو ساتھ لے کر جاتا اور آتا رہوں گا،شکریہ کی کوئی بات نہیں۔ایک مربی صاحب نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ منصور احمد صاحب (مرحوم) سادہ مزاج، نہایت مخلص اور نظامِ خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق رکھنے والے تھے۔موصوف اپنے وقفِ نو بچوں کو بڑی باقاعدگی کے ساتھ وقفِ نو کی کلاس میں شامل کرتے تھے۔ان کے بچوں کو خلافت کے ساتھ محبت وعقیدت پر مبنی بڑی لمبی لمبی نظمیں یاد ہیں۔بڑی بچی جس کی عمر پانچ سال ہے، بہت خوش الحانی اور سوز وگداز کے ساتھ نظم پڑھتی ہے۔خاکسار نے ایک دفعہ کلاس کے موقع پر مکرم منصور احمد صاحب (مرحوم) سے پوچھا کہ ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو آپ نے اتنی لمبی لمبی نظمیں کیسے یاد کروادیں؟ تو کہنے لگے کہ یہ نظمیں میں نے اپنے موبائل فون میں ریکارڈ کی ہوئی ہیں اور بچے ہر وقت سنتے رہتے ہیں۔ان کی خواہش تھی کہ ان کے بچے جلدی سیکھ جائیں اور جماعت میں نام پیدا کریں۔وہ لوگ جو اپنے موبائل میں میوزک اور مختلف چیزیں بھر لیتے ہیں ان کے لئے اس میں ایک سبق ہے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم مبارک علی اعوان صاحب (مرحوم) ابن مکرم عبدالرزاق صاحب** کا۔(۔) مرحوم قصور کے رہنے والے تھے۔آپ کے دادا مکرم میاں نظام دین صاحب اور پڑدادا نے خاندان میں سب سے پہلے شدید مخالفت کے باوجود بیعت کی تھی۔مرحوم کے نانا حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب (۔) حضرت مسیح موعود تھے۔

(۔) مرحوم بی اے، بی ایڈ کے بعد محکمہ تعلیم سے وابستہ ہوئے اور لاہور میں تعینات تھے۔بوقتِ شہادت ان کی عمر 59 سال تھی۔(۔) دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔روزانہ قصور سے بسلسلہ ملازمت لاہور آتے تھے۔نمازِ جمعہ (۔) دارالذکر میں ادا کرتے تھے۔سانحہ کے روز مین ہال میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دہشتگردوں کے حملے کے دوران امیر صاحب ضلع قصور کو بذریعہ فون اطلاع دی کہ (۔) دارالذکر پر دہشتگردوں نے حملہ کردیا ہے۔تھوڑی دیر بعد فون کیا کہ مجھے گولیاں لگ گئی ہیں اور مَیں شدید زخمی ہوں۔بعد میں بیٹے سے بھی سوا تین بجے بات ہوئی اور صورتحال سے آگاہ کیا اور دعا کے لئے کہا۔اس کے بعد ایک اور دوست نے رابطے کی کوشش کی تو آگے سے اللہ اللہ کی آواز آرہی تھی۔زخمی ہونے کی وجہ سے خون زیادہ بہہ جانے اور زخموں کی وجہ سے جامِ شہادت نوش فرماگئے۔

اہلِ خانہ نے بتایا کہ (۔) مرحوم مثالی انسان تھے۔آپ کے اخلاق کی وجہ سے محلے میں کبھی کسی کو کھل کر مخالفت کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔جماعت کے ساتھ خصوصی لگاؤ تھا۔فراخ دل اور مہمان نواز تھے۔غریبوں کی بہت مدد کیا کرتے تھے۔جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ایک غیر احمدی خاتون روتی ہوئی آئیں اور کہا کہ ان کے بعد میرا اور میرے بوڑھے خاوند کا کون سہارا ہوگا؟ نماز سینٹر قائم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔نمازِ تہجد اور باجماعت نماز کے پابند تھے۔جماعتی پروگرامز کا اہتمام خود کرتے۔مربی صاحب ضلع قصور نے بتایا کہ سانحہ کے روز سکول سے تعطیلات ہوگئی تھیں۔اگر چاہتے تو آرام سے قصور پہنچ کر جمعہ پڑھ سکتے تھے،لیکن انہوں نے کسی سے ذکر کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں آخری جمعہ دارالذکر میں ہی پڑھ کر جاؤں کیونکہ اس کے بعد تو چھٹیاں ہوجائیں گی۔(۔) مرحوم نے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ میں کسی بہت ہی اچھی جگہ میں جارہا ہوں۔بعد میں اہلیہ سے مذاقاً کہا کہ اب تو دل چاہتا ہے کہ جنّت میں ہی چلا جاؤں۔سال میں دو ایک مرتبہ کھانے کی دیگیں پکوا کر مستحقین میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

مربی صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار کو قصور میں چار سال تک بطور مربی سلسلہ کام کا موقع ملا۔مکرم مبارک علی اعوان صاحب (مرحوم) کو احمدیت کی غیرت اور حضرت مسیح موعود کی ذات یا جماعتِ احمدیہ پر کسی بھی قسم کے اعتراض کے جواب میں منفرد شخصیت کا مالک پایا۔آپ چونکہ ٹیچنگ (Teaching) کے پیشہ سے منسلک تھے اس لئے وہاں پر دوسرے اساتذہ کے ساتھ جماعتی موضوعات پر بحث رہتی تھی۔کسی بھی اعتراض یا سوال کے جواب کے لئے مکرم مبارک علی اعوان صاحب اُس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے تھے جب تک اس کا کافی وشافی جواب حاصل نہ کرلیتے۔اور جب ان کو سیر حاصل بحث کے بعد جواب دے دیا جاتا تو ان کے چہرے پر عجیب طمانیت اور بشاشت دیکھنے کو ملتی گویا سمندر طغیانی کے بعد سکون کی حالت میں آگیا ہو۔اسی طرح آپ جماعت اور اپنے عزیز رشتے داروں کے متعلق نہایت رقیق القلب اور ہمدرد تھے۔غلطی خواہ دوسرے کی ہو، وہ خود جا کر معذرت کرتے اور پھر پہلے سے بڑھ کر اس سے ہمدردی کا سلوک کرتے۔

اگلا ذکر ہے **مکرم عتیق الرحمٰن صاحب ظفر (مرحوم) ابن مکرم محمد شفیع صاحب** کا۔(۔) مرحوم سیّداں والی غربی ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔1998ء سے مانانوالہ ضلع شیخوپورہ میں مقیم تھے۔1988ء میں بیعت کرکے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ان کے ایک سال بعد ان کی اہلیہ نے بھی بیعت کرلی۔ذاتی کاروبار تھا، کچھ عرصہ دبئی میں بھی رہے۔2009ء کے آغاز میں پاکستان واپس آگئے۔پچھلے قریباً چھ ماہ سے مکرم امیر صاحب ضلع لاہور کے ساتھ بحیثیت ڈرائیور ڈیوٹی کررہے تھے۔بوقتِ شہادت ان کی عمر 55 سال تھی (۔) دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔(۔) دارالذکر کے مین ہال میں بیٹھے تھے کہ ان کے قریب ہی گرنیڈ پھٹا۔اہلِ خانہ کو فون کرکے حملہ کی اطلاع دی۔اسی دوران ان کو گولیاں لگیں جس سے فون گر گیا اور دوبارہ بات نہ ہوسکی اور ساتھ ہی شہادت ہوگئی۔(۔) مرحوم کے غیر احمدی بھائیوں کا مطالبہ تھا کہ ان کی تدفین آبائی گاؤں

میں ہو، جبکہ اہلیہ نے کہا کہ (۔) مرحوم چونکہ احمدی ہیں اور (مرحوم) کی خواہش چونکہ ربوہ شفٹ ہونے کی تھی لہذا ربوہ میں تدفین کی جائے جس پر بھائی مان گئے اور ربوہ میں ہی تدفین ہوئی۔ مرحوم کی بیعت سے پہلے ان کی بیٹی نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ان کے گھر آئے ہیں اور گلاب کے پودے لگا رہے ہیں اور بعد میں مَیں اور میرے ابّو اِن پودوں کی حفاظت کرتے ہیں اور پانی دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد یہ خاندان احمدی ہوگیا۔ بیعت کرنے کے بعد ان کے والدین نے انہیں عاق کر کے گھر سے نکال دیا۔ دیگر رشتے دار اور اہلِ محلّہ بھی ان کے ساتھ بدزبانی کرتے، گالیاں دیتے، پتھر مارتے۔ بالآخر انہوں نے ایک احمدی گھرانے میں پناہ لی۔

اللہ تعالیٰ خاندانوں کے لئے بھی تسلی کے سامان پیدا فرماتا ہے، خوابوں کے ذریعے تسلی دیتا ہے۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ایک روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ گھر اور باہر ہر جگہ بہت زیادہ ہجوم ہے۔ دوسری بیٹی مریم نے ایک روز خواب دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تشریف لائے ہیں اور ہمارے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دے رہے ہیں۔ پھر تیسری بیٹی نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا کہ ایک جنگل ہے جہاں بہت خطرناک بھینسیں اور جانور ہیں اور میں ڈر کر بھاگ رہی ہوں کہ اچانک حضرت مسیح موعود نظر آتے ہیں، میں بھاگ کر ان کے گلے لگ جاتی ہوں۔ اہلِ خانہ نے بتایا کہ (۔) مرحوم ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے تھے۔ بہت محنتی تھے۔ نمازِ تہجد پڑھنے کے بعد ڈیوٹی پر چلے جاتے اور پھر رات کو لیٹ واپس آتے۔ جب پوچھا گیا کہ آپ تھکتے نہیں، تو کہتے کہ میں ہر وقت درود شریف پڑھتا رہتا ہوں جس سے تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ کبھی (۔) کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ رشتے داروں اور دوستوں میں بیٹھ کر باتوں کا رخ ہمیشہ (۔) کی طرف کر دیا کرتے تھے۔ دبئ میں دو فیملیوں کو بیعت کروا کر جماعت احمدیہ میں شامل کرنے کی سعادت پائی۔

اگلا ذکر ہے **مکرم محمود احمد صاحب (مرحوم) ابن مکرم مجید احمد صاحب کا۔** (۔) مرحوم کے دادا مکرم عمر دین صاحب وینس اور پڑدادا حضرت کریم بخش صاحب (۔) حضرت مسیح موعود تھے۔ انہوں نے 1900ء میں بیعت کی تھی۔ قادیان کے قریب گاؤں بھینیاں کے رہنے والے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہجرت کر کے گُجر ضلع شیخوپورہ میں شفٹ ہوگئے۔ بعد میں چک 9 متابہ ضلع شیخوپورہ رہائش اختیار کر لی۔ بوقتِ شہادت ان کی عمر 53 سال تھی۔ عرصہ 15 سال سے دارالذکر کے سیکورٹی گارڈ کی حیثیت سے خدمت کر رہے تھے۔ (۔) دارالذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ (۔) کے مین گیٹ پر ڈیوٹی پر تھے۔ سانحہ کے دوران انہوں نے ایک دہشتگرد کو پکڑنے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں ان پر فائرنگ ہوئی۔ دو گولیاں سینے میں لگیں جبکہ ایک برسٹ ان کے پیٹ کے نچلے حصہ اور ٹانگ پر لگا جس سے موقع پر ہی ان کی شہادت ہوگئی۔

اہلِ خانہ نے بتایا کہ بہت ہی عمدہ شخصیت کے مالک تھے۔ کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔ سادہ اور صلح پسند انسان تھے۔ ایک دوست نے بتایا کہ (۔) مرحوم ایک روز وردی پہن کر خوب ناز سے چل رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح کیوں چل رہے ہیں؟ تو جواباً کہا کہ جو بھی غلط ارادے سے آئے گا وہ میری لاش پر ہی سے گزر کر جائے گا۔ (۔) مرحوم کی خواہش تھی کہ اگر اب میری کوئی اولاد ہو تو میں اسے وقفِ نو میں پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سنتے ہوئے بڑے بیٹے کی پیدائش کے گیارہ سال بعد بیٹا عطا کیا جو وقفِ نو میں ہے۔ اہلِ خانہ بتاتے ہیں کہ جمعہ والے دن مصروفیت کی وجہ سے کبھی گھر فون نہیں کیا۔ تاہم شہادت سے بیس منٹ پہلے فون کر کے بات کی۔ جب انہوں نے پوچھا کہ آج آپ نے جمعہ والے دن کیسے فون کر لیا ہے؟ تو انہوں نے کہا بس میرا دل چاہ رہا تھا لہذا پاس ہی کھڑے خادم سے فون لے کر بات کر رہا ہوں۔

یہ ذکر شاید زیادہ لمبا ہو جائے اس لئے چھوڑتا ہوں۔ باقی آئندہ پھر ذکر ہو جائے گا۔

اس وقت ایک اور ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں اور اُن کی نمازِ جنازہ غائب بھی جمعہ کے بعد ادا کروں گا۔ مکرمہ سرور سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم۔ 22 جون 2010ء کو ستاسی سال کی عمر میں لمبی بیماری کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ آپ حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر (رفیق) حضرت مسیح موعود کی بہو تھیں۔ ہمیشہ اپنے واقفِ زندگی خاوند کا بھرپور ساتھ دیا اور وقف کے تقاضے نبھانے کی پوری کوشش کی۔ آپ کو خود بھی خدا تعالیٰ نے خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائی اور لجنہ کراچی اور لجنہ ربوہ میں 48 سال تک بطور صدر لجنہ حلقہ نمایاں کام کیا۔ ایک موقع پر جب 71ء میں جنگ کے دوران جماعت نے فوجیوں کے لئے صدریاں تیار کروائیں تو آپ نے بھی اس میں حصہ لیا۔ یا ہوسکتا ہے 65ء میں یہ کی ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف سے ان کو سندِ خوشنودی حاصل ہوئی۔ ان کی بیٹی ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ جو واقفِ زندگی ہیں اور فضلِ عمر ہسپتال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر و صحت میں برکت دے، ان کا بیان ہے کہ 1953ء کے فسادات کے دوران ہم بندر روڈ کراچی میں احمدیہ لائبریری کے عقب میں ایک ڈبل سٹوری مکان میں مقیم تھے جبکہ اوپر والی منزل پر غیر احمدی رہائش پذیر تھے۔ کہتی ہیں کہ ان دنوں میں ابّا جان مولوی عبدالمالک خان صاحب گھر پر موجود نہیں تھے۔ غیر از جماعت نے ہمارے گھر پر تیل چھڑک کر آگ لگانے کا منصوبہ بنایا۔ اس دوران امی نے بچوں کو اکٹھا کیا اور دعائیں کرتی رہیں کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے تو ہم اس پر راضی ہیں۔ اسی دوران خدا نے یوں فضل فرمایا کہ اوپر والی منزل پر جو غیر احمدی رہائش پذیر تھے وہ نیچے آئے اور آگ لگانے والوں کو کہا کہ ہم بھی اوپر رہائش پذیر ہیں، ہمارا گھر بھی جل جائے گا۔ اس پر وہ وہاں سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ انہوں نے اپنے بچوں کے علاوہ بے شمار بچے بچیوں کو قرآن کریم بھی پڑھایا۔ دینی تربیت بہت اچھی طرح کرتی تھیں۔ خدمتِ خلق کا جذبہ تھا۔ اپنے نفس پر قربانی وارد کر کے بھی دوسروں کا خیال رکھتی تھیں۔ ہر مشکل میں دعا کا دامن تھامے رکھتیں۔ چندہ جات میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ ہر تحریک میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتیں۔ ابتدا میں دین کا علم کم تھا لیکن سیکھنے کا شوق بہت تھا اس لئے اپنے شوہر سے بہت کچھ سیکھنے کی توفیق پائی۔ اپنے خاوند کے (مربی) سلسلہ ہونے کی حیثیت سے بہت عزت کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابندی کرنے کے علاوہ نوافل بھی ادا کرتی تھیں۔ قرآنِ شریف بہت شوق سے پڑھتی تھیں۔ خدا تعالیٰ پر خود بھی توکل رکھتی تھیں اور بچوں کے دلوں میں بھی بچپن سے اس بات کو راسخ کیا۔ بہت بااخلاق، ملنسار، منکسر المزاج، مہمان نواز اور ہر دلعزیز خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا وفا کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مولوی عبدالمالک خان صاحب جماعت کے بڑے پایہ کے عالم تھے اور ناظر اصلاح وارشاد بھی رہے ہیں (مربی) سلسلہ بھی رہے ہیں شروع میں جماعت کے حالات بھی ایسے تھے، ایک دفعہ انہوں نے خود مجھے بتایا کہ ہم میاں بیوی بڑی تنگدستی سے گزارہ کرتے تھے، الاؤنس اتنا ملتا تھا کہ مشکل سے گھر کا خرچ چلتا تھا۔ لیکن خود ہم روکھی سوکھی کھا لیتے تھے لیکن بچوں کو اچھا کھلایا اور اچھا پڑھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ان کے سارے بچے پڑھے لکھے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے جو ہیں انور خان صاحب امریکہ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں جماعتی خدمات بھی انجام دے رہے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ان کی ایک بیٹی واقفِ زندگی ڈاکٹر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ گائنا کالوجسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ شوکت گوہر صاحبہ، ڈاکٹر لطیف صاحب کی اہلیہ ہیں۔ اور ایک بیٹی ان کی ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب کی اہلیہ ہیں جو انڈیا میں ہیں اور آج کل مَیں نے ان کو صاحبزادہ مرزا وسیم صاحب کی وفات کے بعد سے صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان مقرر کیا ہوا ہے۔ ان کی تقاریر بھی آپ نے سنی ہوں گی اچھے عالم آدمی ہیں۔ اور ایک ان کے داماد سید حسین احمد مربی سلسلہ ہیں۔ یہ سید حسین احمد، حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے نواسے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا نمازِ جمعہ کے بعد ان کی نمازِ جنازہ غائب ادا کروں گا۔

باقی ذکر انشاءاللہ آئندہ۔

مکرم اسفندیار منیب صاحب

مکرم سردار رشید احمد قیصرانی صاحب

اردو ادب اور شاعری کے حوالے سے جانی مانی شخصیت

محترم رشید قیصرانی صاحب اردو زبان کے ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ کا تعلق ڈیرہ غازی خان کے مشہور بلوچ قبیلے قیصرانی کے سردار گھرانے سے تھا۔

رشید قیصرانی صاحب نے شاعری کالج کے زمانہ سے ہی شروع کی۔ آپ نہ صرف اردو غزل میں ملک کے صف اول کے شاعروں میں شمار ہوتے ہیں بلکہ آپ کا نام ہمارے اردو ادب کا بھی ایک مقبول نام ہے۔ ڈاکٹر عابد حسین صاحب اردو کے ایک مشہور نقاد ہیں اور ہندوستان میں رہتے ہیں۔ 1955ء میں اردو ادب کی تاریخ لکھتے ہوئے انہوں نے رشید قیصرانی صاحب کو پاکستان کی غزل کی آواز قرار دیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر اختر ارینوی صاحب نے، ڈاکٹر انور سدید صاحب نے تاریخ ادب اردو میں خاص طور پر ان کا نام مرقوم کیا اور ان کی خدمات ادب کو سراہا ہے۔ اسی طرح ملک کے دیگر نامور ادیبوں اور شاعروں نے ان کے فن اور شخصیت پر مضامین لکھے ہیں، جن کو خالد اقبال یاسر اور جلیل حیدر لاشاری نے یکجا کر کے ''رشید قیصرانی فن اور شخصیت'' کے نام سے ایک کتاب کی صورت میں شائع کروایا۔ ان کے پانچ شعری مجموعے شائع ہوئے۔ فصیل لب، صدیوں کا سفر تھا، نین جزیرے، سجدے اور کنار زمین تک۔ اس کے علاوہ ملک کے سیاسی، سماجی اور معاشرتی صورتحال پر ان کی کتاب Thought of the day بھی شائع ہوئی جسے ملک میں بڑی پذیرائی ملی۔ اس کے علاوہ ان کے اخباری کالم اور مضامین پر مشتمل ایک کتاب ''یہ کیا ہے، یہ کیوں ہے'' کے نام سے بھی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر سجاد باقر رضوی صاحب ایک دفعہ ٹی۔آئی کالج ربوہ میں اردو کانفرنس میں شامل ہو کر گئے تو واپس جا کر ایم اے کی کلاسز کو لیکچر دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آج میں ایک شعر سن کر آیا ہوں۔ شعر بھی ربوہ کے کالج سے سن کر آیا ہوں۔ وہ شعر ہے کہ ؎

نکلا ہوں لفظ لفظ سے میں ڈوب ڈوب کر
یہ تیرا خط ہے یا کوئی دریا چڑھا ہوا

اور شاعر کا نام ہے رشید قیصرانی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مورخہ 11/اپریل 1997ء کی اردو کلاس میں مکرم رشید قیصرانی صاحب کی ایک نظم پڑھے جانے پر ان کا اور خاندان کا درج ذیل تعارف بیان فرمایا:۔

''ہمارے ایک احمدی نوجوان اب تو نوجوانوں سے انصاراللہ میں جا چکے ہیں، رشید قیصرانی ڈیرہ غازی خان کے ہیں۔ قیصرانی خاندان مشہور ہے۔ اصل ان کی شہرت تو اس لیے ہے کہ قیصرانی خاندان کے جو بزرگ تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کر لیا تھا۔ قبیلے کے سردار اور اس وقت بیعت کی جبکہ بہت مشکل تھا۔ خاص طور پر ڈیرہ غازی خان جیسے علاقہ میں، پاکستان کے ضلعوں میں پیچھے رہ گیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دماغ اچھے دیے ہیں۔ جتنے بھی بلوچ ہیں وہاں کے بہت ذہین اور قابل لوگ ہیں۔ جب پڑھائی کریں تو پھر اچھا چمکتے ہیں۔ ان میں ایک قیصرانی خاندان ہے بہت معزز اپنے علاقہ میں۔ ان کے جو سردار تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود کو مان لیا تھا اور تھے وہ بہت بہادر اور بہت مخلص۔ انگریزوں نے جو مختلف خاندانوں کو مقام دیئے ہوئے تھے ان میں قیصرانی سرداروں کا مقام قادیان میں ہمارے خاندان سے آگے تھا۔ قادیان کا خاندان تو پہلے ہی لٹ پٹ چکا تھا اور اس کے اردگرد کوئی آبادی ایسی نہ تھی جو اس خاندان کو سپورٹ دے۔ سکھ تھے سارے۔ مگر قیصرانی قبیلہ تھا پورے کا پورا اور جب وائسرائے کا دربار لگتا تو ان کو آگے کرسی ملتی تھی اور جو خاندان ہمارا تھا، آباء واجداد کا، اس کو نسبتاً پیچھے کرسی ملتی تھی۔ تو ان کے اخلاص اور بہادری کا پہلے واقعہ سناؤں آپ کو۔ غالباً پرنس آف ویلز آئے تھے یا کوئی اور شہزادے آئے تھے۔ بڑے اہتمام اور شان و شوکت سے ایک دربار بلایا گیا جس میں تمام پنجاب کے جو معزز خاندان تھے جو پنجاب چیفس کہلاتے تھے، ان سب کو دعوت دی گئی اور ان کی کرسیاں حکومت کے لحاظ سے ترتیب سے لگائی گئی تھیں۔ جو سب سے معزز وہ آگے جو اس کے بعد وہ اس کے پیچھے اور جو اس کے بعد وہ اس کے پیچھے۔ اس طرح کرسیوں کی قطاریں ان خاندانوں کے انگریزوں کی نظر میں مقام کو بھی ظاہر کرتی تھیں۔ بہت سلیقے سے دربار سجا ہوا تھا اور حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی بھی مدعو تھے اور ایسا اہم موقع تھا کہ لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ ضرور جائیں۔ آپ بھی چلے گئے تو قیصرانی سردار کی کرسی آگے تھی اور کچھ پیچھے ہٹ کر حضرت مصلح موعود کی کرسی تھی۔ اب انگریزوں نے مذہب کے لحاظ سے تو کوئی عزت نہیں دینی تھی، ان کو پرواہ بھی کوئی نہیں تھی، لیکن خاندانی مقام کے لحاظ سے انہوں نے ٹھیک کیا، اپنے مقام پر رکھا۔ رشید قیصرانی صاحب جن کی نظم سنائیں گی پتہ نہیں ان کے نانا تھے یا دادا (ان کے تایا حضرت سردار امام بخش قیصرانی صاحب تھے۔ ناقل) ان کی نظر پڑ گئی کہ حضرت مصلح موعود پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فوراً اپنی کرسی موڑی اور بادشاہ کی طرف پیٹھ کر دی، وائسرائے اور شہزادے کی طرف اور حضرت مصلح موعود کی طرف منہ کر لیا۔ سرداروں کا یہ ایک دستور ہے کہ اکٹھے رہتے ہیں اور ان میں سے کوئی معزز آدمی حرکت کرے تو دوسرے نہ کریں تو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ پھٹ گئے ہیں تو جتنے بھی ڈیرہ غازی خان کے معززین سردار تھے ان سب نے اپنی کرسیاں پھیر لیں اور حضرت مصلح موعود کی طرف منہ اور پیٹھ اس طرف۔ وائسرائے گھبرا گیا اس نے سمجھا کہ بغاوت ہونے والی ہے کوئی۔ اتنی عجیب حرکت۔ اس نے فوراً آدمی دوڑایا کہ کیا ہوا ہے۔ کوئی ناراضگی ہوئی تو ہمیں بتائیں۔ اس نے کہا کہ ناراضگی تو کوئی نہیں مگر یہ میرا روحانی پیر ہے اور میرے نزدیک یہ زیادہ معزز ہے۔ میں اس کی طرف پیٹھ نہیں کر سکتا تمہاری طرف کر سکتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کوئی مسئلہ نہیں۔ حضرت مصلح موعود کی کرسی وہاں سے اٹھوائی، اگلی صف میں ساتھ کی تو پھر وہ سارے سیدھے ہو گئے۔ یہ ہے قیصرانی قبیلے کی داستان جو ہمیشہ یاد رہے گی۔ ان کی بہادری ان کا اخلاص......

یہ (رشید قیصرانی) ایئرفورس میں ہوا کرتے تھے۔ ہمارے کالج کے ربوہ کے پڑھے ہوئے۔ آغاز ہی سے ان کو اردو ادب کا بہت ملکہ اور ذوق تھا اور ان کا کلام باقی سب سے ایک الگ حیثیت رکھتا تھا۔ بہت اعلیٰ درجہ کا کلام بچپن سے ہی کہتے تھے۔ اس لیے میں شروع سے ہی، ان کا واقف تو نہیں تھا (سوائے سرسری) مگر ان کا کلام مجھے بہت پسند تھا۔ اب انہوں نے مجھے اپنی کتاب بھی بھیجی ہے اور ایک اخبار میں بھی ان کا کلام چھپا ہوا دیکھا۔ ایک ان کی نظم ہے پاکستان کے اوپر۔ پاکستان ڈے کی خوشی میں جتنی بھی میں نے دیکھی ہیں نظمیں اس مضمون پر میرے نزدیک رشید قیصرانی صاحب کی نظم سب سے اونچی ہے۔ اور بھی ہوں گی مگر میرے علم میں نہیں۔ مجھے تو ان کی سب سے زیادہ پسند ہے یہ ؎

تری طلب تری خوشبو ترا نمو بولے
مرے وطن مری رگ رگ میں صرف تو بولے

(روزنامہ الفضل 26/اگست 1998ء)

پھر حضور نے مورخہ 24/مارچ 1999ء کی اردو کلاس میں مکرم رشید قیصرانی صاحب اور ان کے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''آج آپ کے لیے ایک نظم رکھی ہوئی ہے، ہمارے ایک بہت ہی مخلص قیصرانی قبیلے کے سردار کے بیٹے یعنی سردار شیر بہادر خاں صاحب کے۔

ڈیرہ غازی خان کا قیصرانی ایک بہت بااثر اور بڑے رسوخ والا قبیلہ ہے۔ سردار شیر بہادر خان قیصرانی قبیلہ کے سردار تھے۔ جن کو آپ کے بڑے بھائی سردار امام بخش کے ذریعے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی توفیق ملی تھی۔ سب سے پہلے اس قبیلے میں سردار امام بخش صاحب احمدی ہوئے۔ پھر ان کے ذریعے جو قبیلے کے سردار تھے، شیر بہادر خان، وہ احمدی ہوئے۔ یہ اس زمانے میں پنجاب کے رؤساء میں ہمارے خاندان کے جو قادیان کے رؤساء تھے، ان سے اوپر کا درجہ رکھتے تھے۔ جو کتاب رؤسائے پنجاب کی شائع ہوئی ہے اس میں ان کا نمبر اوپر آتا ہے۔ ان کا قصہ بڑا دلچسپ ہے۔ میں نے شاید پہلے بھی آپ کو سنایا ہو۔ (اس کے بعد حضور نے مندرجہ بالا واقعہ بیان فرمایا اور اس کے بعد فرمایا)

یہ وہ خاندان ہے قیصرانی، جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں احمدی ہوا اور وہاں حضرت اماں جان کے گھر میں یہ لوگ ٹھہرے بھی رہے ہیں اور ان کی خواتین وہیں اماں جان کے پاس بے تکلف بیٹھا کرتی تھیں۔

اب رشید قیصرانی صاحب کا ذکر سنیے۔ یہ کرنل حیات قیصرانی صاحب کے برادر نسبتی ہیں۔ کرنل حیات قیصرانی رشید قیصرانی کی بہن کے میاں تھے۔ رشید المنار کے ایڈیٹر بھی ہوا کرتے تھے۔ مباحثوں میں ٹی آئی کالج کی طرف سے نمائندگی کرتے تھے۔ بہت اچھی تقریر کیا کرتے تھے اور بہت اچھی نظم کہتے تھے۔ اور نظم پڑھا کرتے تھے۔ ان کے تین شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ایک کا نام ''فصیل لب''۔ نام بھی دیکھو کتنے پیارے پیارے رکھے ہوئے ہیں۔ یعنی ہونٹوں کی فصیل۔ اس سے اوپر بات نہ نکلے۔ اور ''صدیوں کا سفر تھا'' اور ''نین جزیرے''۔ بڑے رومانٹک نام رکھے ہوئے ہیں اور ہیں بھی رومانٹک ہی۔ آج ان کی ایک نظم پڑھنی ہے اس لیے یہ میں نے سارا تعارف کروا دیا ہے۔ اب خدا کرے یہ سن رہے ہوں ورنہ پھر بار بار کیسٹ لگانی پڑتی ہے۔ ایک ان کی نظم یوم پاکستان پر یعنی 23/مارچ کے اوپر بہت اعلیٰ درجہ کی ہے۔''

(روزنامہ الفضل 22/نومبر 1999ء)

شعری نمونے

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپ کا اکثر کلام حمد الٰہی پر مشتمل ہے جو ''سجدے'' کے نام سے شائع ہوئیں۔ جس والہانہ پن سے محترم رشید قیصرانی صاحب نے خالقِ کائنات سے عشق کا اظہار کیا۔ پروفیسر عرش صدیقی (مرحوم) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''رشید قیصرانی کے دوہوں میں سرشاری اور بے خودی کی جو کیفیت ہے وہ محبوب کے سامنے اپنی ذات کو ختم کر دینے، والہانہ پن سے اسے چاہنے اور اس کی عنایت کے لیے دستِ سوال دراز رکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جس خوشبو سے یہ شاعری معطر ہے وہ آجکل کمیاب ہے۔ عصر نے ان کی سائیکی میں ڈوب کر زمانوں کی اس جذباتی اکائی کی وسعت حاصل کر لی ہے جو صرف صوفیاء کے ہاں ملتی ہے۔ محبوب کی ذات سے قربِ باطنی کا جذبہ موجزن ہے، یار من گیا تو ساری کائنات بانہوں میں آ گئی۔ رشید قیصرانی کے ہاں لرزاں مہجوری کا درد صرف صوفیانہ سطح پر ہی محسوس کیا جاتا ہے۔''

(رشید قیصرانی فن اور شخصیت۔ مرتبہ خالد اقبال یاسر اور جلیل حیدر لاشاری۔ صفحہ 141)

حمدیہ کلام کا نمونہ

ہے حرف و صوت کا تو رازق
میں بندہ بانجھ سخن سائیں
تیری ایک ادا کا مول نہیں
مرے فکر کا سارا دھن سائیں

مرا سب حساب و کتاب تو
مرا حرف تو ہے عدد بھی تو
مرے جسم پر ترے دستخط
مری روح کا اب وجد بھی تو

مرے دل میں سوزِ نہاں بھی تو
مرے لب پہ حرف عیاں بھی تو
ہے ازل سے تا بہ ابد بھی تو
ہے کراں سے تا بہ کراں بھی تو

اک میں کہ ترا ایک اشارہ مری ہستی
اک تو کہ ترا نام مرا آبِ بقا ہے
اک میں کہ فقط لمحۂ موجود کا باسی
اک تو کہ ازل تا بہ ابد چہرہ کشا ہے

نعتیہ کلام

محترم رشید قیصرانی صاحب نے جذبہ کی اسی ترنگ اور توانائی کے ساتھ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ نعت پیش کیا ہے اور اسی کیفیت کے ساتھ امام کامگار کی منقبت لکھی ہے اور راہِ حق میں جدوجہد کرنے اور قربانیاں پیش کرنے والوں کا دفاع کیا ہے۔

آپ بحضور سرور کائناتؐ کے حضور ہدیۂ نعت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ہم نے بادل کبھی سایہ کبھی دریا لکھا
غم کے صحرا میں تجھے جانے کیا کیا لکھا
تُو تو سب کا ہے، سبھی چاہنے والے تیرے
ہم نے لیکن تجھے اپنا فقط اپنا لکھا

پھر لکھتے ہیں۔

کوئی شمس رو کوئی زہرہ وش کئی نام عرش مقام تھے، بڑے نام تھے
مگر ایک نام جہانِ اسم کا آخری جو امام تھا، ترا نام تھا

پھر لکھتے ہیں۔

ترے کنجِ لب سے رواں دواں وہ جو ایک سیلِ حروف تھا
اسے لہر لہر سمیٹنا اسی کملی والےؐ کا کام تھا

منقبت حضرت مسیح موعود

امام کامگار کی منقبت لکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

وہی تو تھا کہ جو سلطانِ حرف و حکمت تھا
قلم کرشمہ تھا اور حرف معجزے اس کے
وہ عکسِ یار تھا اور آئینہ نما بھی تھا
نرالی شان انوکھے تھے مرتبے اس کے
میرا مرشد، میرا ہادی، میرا آقا، میرا مرزا
میرا محسن، میرا ملجا، میرا ماوا، میرا مرزا
رہبر تھا رہِ راست کا اور وقت کا نبّاض
مہدی میرا مرزا تھا، مسیحا میرا مرزا

خلافت احمدیہ

ایک راہگذار قدرتِ اولیٰ نے کھول دی
اس لامکاں سے شہرِ طلب کے مکین تک
اس رہگذر پہ قدرتِ ثانی کے نامہ بر
پہنچے ہیں پا برہنہ کنارِ زمین تک

خدا کرے کہ یہ مکتب قلم کے سلطاں کا
حروفِ تازہ کا محور رہے زمانہ میں
خدا کرے کہ سبھی قافلے محبت کے
یہیں سے لے کے چلیں منزلوں کے پروانے

خلیفۂ وقت سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کہتے ہیں۔

وہ جن کے دم سے ہیں وابستہ حوصلے دل کے
انہی کو سونپ دیے ہیں معاملے دل کے
دراز ہیں وہ رگِ جاں سے حاصلِ جاں تک
کبھی نہ ٹوٹ سکیں گے وہ سلسلے دل کے

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے حوالہ سے لندن میں ہونے والے مشاعرہ کا دعوت نامہ ملنے پر۔

چلو کہ چل کے یہ قصہ تمام کر آئیں
دلوں کی دھڑکنیں سب ان کے نام کر آئیں
سلام نذر کریں چاند بادشاہ کے حضور
جبینِ شوق کو عالی مقام کر آئیں

جماعت پر گزرنے والے حالات کو ایک نظم عرضداشت کے نام سے بہت خوبصورت انداز میں قلمبند کیا۔ اس میں سے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

ابتلاؤں کے نام

تپتے ہوئے صحرا میں کبھی صحنِ چمن میں
ڈھونڈا ہے تجھے ہم نے کبھی کوہ و دمن میں
ہر صبح ترے فکر کے ہنگام میں پھوٹی
ہر شام کی آغوش تری یاد سے بھر دی

اس عشق میں ہم موردِ الزام بھی ٹھہرے
دیوانے ترے مرکزِ دشنام بھی ٹھہرے
معتوب ہوئے ہیں کبھی دربارِ شہی سے
مجروح کبھی خلق کی بیداد گری سے
یہ جرم تھا اپنا کہ سرِ عام کہا ہے
تو سب سے بڑا، سب سے بڑا، سب سے بڑا ہے

اغیار نے پردے تھے ترے حسن پہ ڈالے
بے دل نہ ہوئے پھر بھی ترے چاہنے والے
لے کر جو ترے نام کی تنویر گئے ہیں
ہم ہجر کی راتوں کا جگر چیر گئے ہیں

سطوت کا نشاں تھا نہ کوئی تاج شہانہ
بدحال کچھ اتنے تھے کہ ہنستا تھا زمانہ
ہر حال میں لیکن تری محفل کو سجایا
سینے سے لگایا تجھے آنکھوں میں بٹھایا
اونچا کیا ہم ہی نے ترے بام کا پرچم
لہرایا زمانے میں ترے نام کا پرچم
جس شہر میں ہم چاک گریبان گئے ہیں
اس شہر میں سب نام ترا جان گئے ہیں

غزلیہ شاعری

اور جہاں تک آپ کی غزلیہ شاعری کا تعلق ہے تو اس کے متعلق معروف نقاد ڈاکٹر انور سدید کا درج ذیل تبصرہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

''رشید قیصرانی نے کتابی غزل کہنے کی بجائے غزل کی نئی کتاب مرتب کی ہے۔ یہ غزل جو غالب کی جدیدیت کے بعد رکی سی نظر آتی تھی اسے اپنے لمس سے لفظوں کی بیاض عطا کی ہے۔''

اس مضمون میں وہ مزید لکھتے ہیں۔

''رشید قیصرانی نے اردو غزل کی نئی زمینیں، نئے تماثیل اور نئے علائم و رموز عطا کیے ہیں اور یوں اس نے ملتان میں بیٹھ کے دلی، لکھنؤ اور لاہور کو متاثر کر ڈالا ہے۔ اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے۔''

مکرم رشید قیصرانی صاحب کی بہت سی معروف غزلوں میں سے کچھ اشعار نمونۃً پیش ہیں۔

میرے لیے تو حرفِ دعا ہو گیا وہ شخص
سارے دکھوں کی جیسے دوا ہو گیا وہ شخص
میں آسماں پہ تھا تو زمیں کی کشش تھا وہ
اترا زمین پر تو ہوا ہو گیا وہ شخص
پڑھتا تھا میں نماز سمجھ کر اسے رشیدؔ
پھر یوں ہوا کہ مجھ سے قضا ہو گیا وہ شخص

ہم خود سے جدا ہو کے تجھے ڈھونڈنے نکلے
بکھرے ہیں اب ایسے کہ یہاں ہیں نہ وہاں ہیں

پلکوں سے لکھ رہا ہوں میں آیاتِ نو بنو
مجھ پر اتر رہا ہے مسلسل کلامِ شب

ہر شے میں اب تو ایک ہی صورت دکھائی دے
ایسا نصاب دید میں رد و بدل ہوا

اک ترا نام تھا ابھرا جو فصیلِ لب پر
ورنہ سکتے میں رہی ساری خدائی پہروں

موجۂ آب پہ قندیل جلائی نہ گئی
تیری آواز کی تصویر بنائی نہ گئی
وہ تو گزرے تھے رشیدؔ آج بھی دریا کی طرح
پیاس کافر تھی کچھ اتنی کہ بجھائی نہ گئی

گاتا رہا ہے دور کوئی ہیر رات بھر
میں دیکھتا رہا تری تصویر رات بھر
سورج نے صبح دم مرے پاؤں میں ڈال دی
میں کاٹتا رہا ہوں جو زنجیر رات بھر

کاش کچھ دیر مجھے تم نہ سنبھلنے دیتے
سنگِ مرمر پہ مجھے اور پھسلنے دیتے
اپنی تحریر کا انداز نہ بدلا ہوتا
لفظ کاغذ پہ اچھلتے تھے اچھلنے دیتے

جھانکتا کون ہے اب دل کے شگافوں میں رشیدؔ
زخم چہرے پہ سجاؤ تو کوئی بات بنے

دنیا بھر میں ایک حقیقت، سچا ایک وجود رشیدؔ
ورنہ سارے جنگل، پربت، صحرا اور سمندر جھوٹ

بٹ گئے دل کے دفینے مجھ میں اب کچھ بھی نہیں
ہونٹ سی لو ورنہ تم بھی کھوکھلے ہو جاؤ گے

یہ زاویہ سورج کا بدل جائے گا سائیں
سایہ ہے، مگر سایہ تو ڈھل جائے گا سائیں
یہ برف بدن آپ کا اور موم کا مسکن
اس دھوپ نگر میں تو پگھل جائے گا سائیں

جو تری یاد کی خوشبو نے سنوارے لمحے
کر لیے ہم نے غزل بند وہ سارے لمحے
آپ آتے ہیں تو ہوتی ہے عجب وقت کی چال
ایک لمحے میں گزر جاتے ہیں سارے لمحے

وہ تو جب بولتے ہیں کون و مکاں بولتے ہیں
تم ڈرو ان سے جو اشکوں کی زباں بولتے ہیں
چاہنے والے گزر جاتے ہیں چپ چاپ مگر
کوچۂ یار میں قدموں کے نشاں بولتے ہیں

روہی دیس کے گیت سنانے سانول تم کب آؤ گے؟
پیر فرید کی یاد منانے سانول تم کب آؤ گے؟
چاند زمیں پہ کب اترے گا، کون رشیدؔ یہ کہہ سکتا ہے
ہم کیا سمجھیں، ہم کیا جانیں سانول تم کب آؤ گے؟

مری عمر ساری گزر گئی ہے رشیدؔ جس کے طواف میں
بھرے شہر میں وہی ایک شخص ہے بے خبر مرے حال سے

کس کی کھوج تھی کیا بتلائیں کیسے ہم مجبور ہوئے
کرچی کرچی درد سمیٹا خود بھی چکنا چور ہوئے

دل کی کرسی پیش کرے یا دو نینوں کی بولی دے
میں کب سے نیلام چڑھا ہوں کوئی تو آخر بولی دے

کتنی صدیوں بعد ملی ہو پھر بھی کم کم ملتی ہو
ہم سے پیاسے صحراؤں سے شبنم شبنم ملتی ہو

جیون میں اک بار تو مل لو ہم سے بھی یوں کھل کر یار
جیسے آپس میں ملتے ہیں صحرا اور سمندر یار

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نمایاں کامیابی

مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کی بیٹی مکرمہ ڈاکٹر عابدہ منصورہ صاحبہ پی ایچ ڈی پروفیسر ونڈسر یونیورسٹی کینیڈا اہلیہ مکرم چوہدری عبدالسمیع صاحب وڑائچ کینیڈا کے بیٹے عزیزم ذکی احمد نے یونیورسٹی آف ونڈسر کے پہلے سال میں 11.96GPA (92%) کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہوئے DEAN'S HONOUR ROLL کے ممبر بنائے جانے کا اعزاز حاصل کیا ہے اور فیکلٹی آف سائنس کے Outstanding Student ہونے کا Distinction Award یونیورسٹی کی طرف سے اسے دیا گیا ہے۔ جس کے ساتھ کیش ایوارڈ بھی دیا گیا ہے۔ عزیزم خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی یہ کامیابی مبارک کرے اور آئندہ مزید کامیابیوں سے نوازتا رہے۔ خادم سلسلہ اور نافع الناس بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم ملک پرویز احمد صاحب آف لاہور ایک لمبے عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار چلے آرہے ہیں۔ آجکل حالت زیادہ ہی قابل فکر ہے۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ اور باعمر ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

کامیابی

مکرم نواصت احمد خالد صاحب ٹیچر ائیر بیس کالج سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی عزیزہ مہ نور نواصت نے امسال فیڈرل بورڈ آف پاکستان سے جماعت نہم کا امتحان 501/525 نمبر لے کر پاس کیا ہے۔ عزیزہ نے اپنے ادارے ائیر بیس انٹر کالج سرگودھا میں پہلی اور فیڈرل بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مستقبل میں بھی نمایاں کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین

ولادت

مکرم چوہدری نسیم احمد سیفی صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھائی مکرم قمر احمد شفیق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 2/اگست 2010ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت وقف نو کی بابرکت تحریک میں قبول فرمایا ہے۔ نومولود کا نام ذیشان قمر تجویز ہوا ہے۔ جو مکرم چوہدری شریف احمد صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم رحمت علی صاحب مرحوم آف اونچا مانگٹ ضلع حافظ آباد کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین، درازی عمر والا اور سلسلہ کیلئے مفید وجود بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرمہ شاکرہ تبسم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد نسیم تبسم صاحب مربی ضلع کراچی تحریر کرتی ہیں۔

میری امی جان محترمہ صالحہ فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم منشی سردار احمد صاحب کاتب (مرحوم) مورخہ 8 جون 2010ء کو بعمر 86 سال اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں۔ امی جان حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود (المعروف سبز پگڑی والے) کی بڑی بیٹی تھیں۔ آپ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ 1947ء میں خاندان والوں کے ساتھ پاکستان ہجرت کی۔ 1953ء تک لاہور میں مقیم رہیں چونکہ ابو جان روزنامہ الفضل کے کاتب تھے اس لئے ربوہ آگئے اور محلّہ دارالیمن غربی میں اپنا مکان تعمیر کیا اس لحاظ سے ہم ربوہ کے ابتدائی باسیوں میں سے ہیں۔ اس وقت ربوہ کی آبادی بہت معمولی تھی کافی مشکلات کا سامنا تھا نہ بجلی تھی نہ پانی اور دعاؤں کے ذریعے بڑی بہادری اور صبر کے ساتھ مشکل دور گزارا۔

میری پیاری امی جان بیشمار خوبیوں کی مالک تھیں بڑی مہمان نواز تھیں، مہمانوں سے خوش اسلوبی اور اخلاق کے ساتھ پیش آتیں، گھر آئے مہمان کو کھانے کے بغیر نہ جانے دیتیں بیماری کی حالت میں بھی ان کی کوشش یہی ہوتی کہ جلدی سے گھر والے مہمانوں کی مہمان نوازی کریں۔ اکتوبر 2008ء میں فالج کا شدید حملہ ہوا جس سے چلنے پھرنے اور بولنے سے محروم ہوگئیں۔ بیماری کا اڑھائی سال کا عرصہ بڑی ہمت حوصلے اور صبر سے برداشت کیا۔ اگرچہ بول تو نہیں سکتی تھیں لیکن ہر بات سمجھ سکتی تھیں۔ 28 مئی کو لاہور میں ہونے والے واقعہ کا بہت گہرا اثر لیا اور بہت روئیں دلی صدمہ ہوا چنانچہ دس دن بعد ہی آپ کی وفات ہوگئی ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر مالک حقیقی سے جاملیں۔

آپ نے دو بیٹیاں مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ محمد صدیق صاحب صدر جماعت احمدیہ دنیا پور، خاکسار اور ایک بیٹا مکرم سرور محمود صاحب اکاؤنٹنٹ وکالت دیوان تحریک جدید سوگوار چھوڑے ہیں۔ میرے بھائی و بھابی مکرمہ بشریٰ سرور صاحبہ دونوں نے امی جان کی آخری وقت تک بہت خدمت کی ہر طرح خیال رکھا اللہ تعالیٰ انہیں ثواب دارین عطا فرماوے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور درجات بلند کر کے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر

مربی سلسلہ اور مناظر محترم سید احمد علی شاہ صاحب

مربی سلسلہ عالم دین، مناظر مضمون نگار، مصنف اور سابق نائب ناظر اصلاح وارشاد محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب مورخہ 10/اگست 2003ء بروز اتوار بعمر 92 سال شام سات بجے انتقال کر گئے۔ آپ 2 دسمبر 1911ء کو گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید حیات شاہ صاحب تھا۔ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے چچا سید نذیر حسین شاہ صاحب نے 1901ء میں احمدیت قبول کی۔ آپ نے بچپن کی تعلیم غربت کی وجہ سے مشکل حالات میں حاصل کی۔ بچپن ہی سے آپ کو دینی تعلیم حاصل کرنے اور دعوت الی اللہ کا شوق تھا۔ 1927ء میں مڈل پاس کیا۔ اسی سال مولانا غلام احمد بدوملہوی صاحب کا مناظرہ سنا۔ وہ آپ کو اپنے ساتھ قادیان لے گئے اور آپ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ 1934ء میں مولوی فاضل کیا اور بزرگ اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کی سعادت پائی۔ کچھ عرصہ پرائیویٹ ملازمت کی۔ 1938ء سے 1941ء تک ادارہ الفضل میں ملازم رہے۔

مئی 1942ء میں باقاعدہ واقف زندگی مربی کے طور پر آپ نے جماعتی خدمات کا سلسلہ شروع کیا جو نصف سے زائد صدی تک جاری رہا۔ آپ نے بطور مربی سلسلہ سیالکوٹ، کراچی، حیدرآباد ڈویژن کے اضلاع، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، فیصل آباد، سرگودھا اور گوجرانوالہ میں خدمات سرانجام دیں۔

مولانا احمد خان نسیم صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کا تقرر بطور نائب ناظر اصلاح وارشاد مقامی فرمایا۔ 26 جنوری 1983ء کو آپ نائب ناظر اصلاح وارشاد مقرر ہوئے جہاں آپ نے دسمبر 1997ء تک خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو دوبار جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی سعادت ملی۔ ربوہ میں آپ کی رہائش دارالصدر جنوبی میں تھی۔

آپ خدا کے فضل سے جماعتی علم کلام اور موازنہ مذاہب کا گہرا علم رکھتے تھے۔ زمانہ طالب علمی سے مناظروں کے ذریعہ خدمات انجام دینی شروع کیں۔ عیسائی مذہب کا وسیع مطالعہ تھا۔ آپ کے پاس بائبل کے متعدد قدیم نسخے موجود تھے۔ جماعتی اخبارات و رسائل میں آپ کے پانچ صد سے زائد مضامین شائع ہوئے۔ تین درجن سے زائد کتب، رسائل اور پمفلٹس طبع ہوئے جن میں دعوت حق، عقائد جماعت احمدیہ، رسالہ اربعین اور اپنی سوانح عمری (تحدیث نعمت باری تعالیٰ) بھی شامل ہیں۔

قرآن کریم کے ساتھ آپ کو خصوصی شغف تھا۔ روزانہ ایک پارہ تلاوت کرتے تھے۔ ربوہ میں رمضان المبارک میں 15 سال تک درس دیا۔ اور پہلے دس سال میں درس قرآن کے ذریعہ دور ختم کیا۔ مختلف اجتماعات وجلسوں میں آپ کو تقاریر کا موقع ملتا رہا۔ اپنی آخری بیماری کے دور میں بھی درس و تدریس اور تحریر کا سلسلہ جاری رکھا۔

13 جنوری 1936ء کو حضرت مصلح موعود نے آپ کا نکاح مکرمہ سیدہ صالحہ بانو صاحبہ دختر مکرم سید امیر حسن صاحب بریلوی سے قادیان میں پڑھا۔ آپ کی اہلیہ حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی رفیق حضرت مسیح موعود کی بھانجی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بیٹیاں اور دو بیٹے عطا کئے۔

آپ کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں دفن کیا گیا۔

کراچی اور سنگاپور کے 21-K اور 22-K کے فینسی زیورات کا مرکز
العمران جیولرز
فون شوروم 052-4594674
الطاف مارکیٹ۔ بازار کاٹھیاں والا۔ سیالکوٹ

کاکیشیا مدر ٹنکچر (سپیشل) (تندرستی کا خزانہ)
مردوں اور عورتوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کیلئے اللہ کے فضل سے ایک مکمل ٹانک ہے۔ نیز وقت سے پہلے بالوں کو گرنے اور سفید ہونے سے روکنے کیلئے مفید ترین دوا ہے۔

ٹنی برمدر ٹنکچر (سپیشل)
معدہ و پیٹ کی تمام تکالیف، تیزابیت، جلن، درد، السر بدہضمی گیس، قبض اور بھوک کی کمی ایک مکمل دوا ہے۔
(عائلی قیمت پیکنگ 25ML/-130 روپے 120ML -/500 روپے)

جگر ٹانک GHP-512/GH
جگر کی جملہ تکالیف کو دور کرنے اور ہر قسم کے یرقان سے بچاؤ یا اس کے بداثرات ختم کرنے کے علاوہ جگر کی طاقت کیلئے مؤثر دوا ہے۔

عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور
رحمان کالونی ربوہ۔ فیکس نمبر 047-6212217
فون: 047-6211399 ,0333-9797797
ریاس مارکیٹ نزد ریلوے پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 047-6212399,0333-9797798

درخواست دعا

مکرم قریشی محمد اسلم صاحب دارالرحمت شرقی راجیکی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 5 اگست 2010ء کو چناری مظفر آباد آزاد کشمیر سے آنے والی مسافر بس دریائے جہلم میں گر گئی جس میں تقریباً 50 سے زائد مسافر سوار تھے اس بس میں میرا نواسہ عزیزم وقار احمد قریشی ولد مکرم اعظم قریشی صاحب صدر جماعت ڈھوک سیداں ضلع راولپنڈی عمر 28 سال بھی سوار تھا، عزیزم کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں مل رہا، تلاش جاری ہے۔ دریا میں آجکل پانی بہت زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو معجزانہ رنگ میں بازیاب کرائے اور والدین کے دلی سکون کا باعث بنے۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 10۔اگست

طلوع فجر	4:01
طلوع آفتاب	5:27
زوال آفتاب	12:13
غروب آفتاب	7:00

حب جدوار ہر قسم کے سردرد کیلئے ہر قسم کے مضر اثرات سے پاک
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

احمد ٹریولز انٹرنیشنل گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون و بیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

Mob: 0300-9491442
Mob:0300-4742974
TEL:042-6684032
دلہن جیولرز
طالب دعا: نذیر احمد، حفیظ احمد
Gold Palace Plaza, Shop # 1, Defence Chowk, Main Boulevard Defence Society, Lahore Cantt.

امپورٹڈ میٹیریل سے تیار اعلیٰ کوالٹی کے ریڈیئر ہوز پائپ بننے والے علاوہ ازیں ہیٹر پائپ نیز یونیورسل پائپ بھی دستیاب ہیں۔
SRP
سینکی ربڑ پارٹس
مین جی ٹی روڈ رچنا ٹاؤن لاہور
طالب دعا۔ میاں عباس علی
0300-9401543: میاں ریاض احمد
0300-9401542 میاں عدنان عباس
042-6170513,042-7963207,7963531

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی: محمد اشرف بلال
اوقات کار:
موسم گرما: صبح 9 بجے تا 5 بجے شام
وقفہ: 1 بجے تا 2 بجے دوپہر
ناغہ بروز اتوار
86۔ علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور
ڈسپنسری کے متعلق تجاویز اور شکایات درج ذیل ای ایڈریس پر بھیجیے
E-mail:citipolypack@hotmail.com

FD-10

آپ کے دیرینہ اعتماد کا ضامن ادارہ Advisory Service
تمام ممالک کے وزٹ، سٹوڈنٹ، امیگریشن، ورک، ویزا فارم اور ان کو پُر کرنے اور جمع کروانے نیز UNHCR کیسز کی تیاری، راہنمائی اور مفید مشورہ نیز نادرا شناختی کارڈ، پاکستان اوورسیز کارڈ، نائیکوپ، ڈرائیونگ لائسنس، پولیس کیریکٹر سرٹیفکیٹ، ڈومیسائل وغیرہ کے فارمز متعلقہ معلومات اور راہنمائی کیلئے رابطہ کریں۔
0331-4504868
0332-7067873
047-6211696
پروپرائیٹر: بشارت احمد
گولبازار بالمقابل نیو الکیمسٹ فارمیسی ربوہ
Email:advisoryservices1999@gmail.com

The Vision of Tomorrow
New Haven Public School
Multan Tel :061-6779794

ایک جانے پہچانے ادارے کا نام جو 1980ء سے آپ کی خدمت کر رہا ہے۔
نیشنل الیکٹرونکس
آپ نے A/C سپلٹ لینا ہو، ریفریجریٹر لینا ہو، کلر T.V لینا ہو، DVD، VCD لینی ہو، واشنگ مشین کوکنگ رینج، گیزر لینے ہوں تو ایک ہی نام جس کو آپ یاد رکھیں نیشنل الیکٹرونکس
1۔ لنک میکلوڈ روڈ پٹیالہ گراؤنڈ جودھامل بلڈنگ لاہور
042-7223228
7357309
0301-4020572
طالب دعا: منصور احمد شیخ

خوشخبری
مکمل ڈش مع ریسیور -/4000 روپے میں لگوائیں
فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین، مائیکرو ویو اوون، کوکنگ رینج، ٹیلیویژن، ایئر کولر اور دیگر الیکٹرونکس اشیاء بازار سے بارعایت خرید فرمائیں۔
سپلٹ A/C کی مکمل وارنٹی دستیاب ہے نیز یو پی ایس UPS اور جنریٹر بھی دستیاب ہیں
FAKHAR ELECTRONICS
فخر الیکٹرونکس
PH:042-7223347,7239347,7354873
Mob:0300-4292348,0300-9403614
1۔ لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور

منفرد پیشکش
+92-42-5118381
8462244
0333-4216664
احمدی احباب کیلئے خاص رعایت
طالب دعا: منور احمد جاوید
منور اینڈ سنز
بھاری گیج کے گیزر
نیز UPS اور جنریٹر بھی دستیاب ہیں

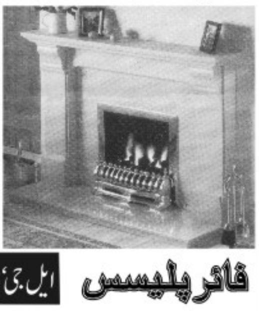

فائر پلیس
ایل جی، ڈاؤلینس، ویوز، ہائیر، پیل، سونی، سام سنگ، سپر نیشنل، اورینٹ، مٹسوبشی، سپر ایشیا
ہیڈ آفس: 9-CI-BII کالج روڈ ٹاؤن شپ نزد لجنہ چوک لاہور پاکستان

پاکستان الیکٹرونکس
A/C سروس کی سہولت موجود ہے
سپلٹ اے سی، اب تمام کمپنیوں کے سپلٹ A/C کمپنی ریٹ پر حاصل کریں۔
فریج فریزر، واشنگ مشین، کلر T,V پلازمہ T.V، LCd مائیکرو ویو اوون
گیزر، الیکٹرک واٹر کولر، نہایت ہی کم قیمت پر حاصل کریں۔
جنریٹر 1-KVA سے 5 KVA
جنریٹر اور اس سے بڑے تمام سائز جنریٹر پٹرول ڈیزل اور گیس میں دستیاب ہے
طالب دعا: مقصود احمد ساجد (سابقہ جنرل سیلز منیجر PEL)
042-5124127,042-5118557 Mob:0321-4550127
26/2/c1 نزد غوثیہ چوک کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ۔ کاروباری سیاحتی، بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کیلئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ساتھ لے جائیں
ڈیزائن: بخارا اصفہان، شجر کار، دبجی، تیلی ڈائز، کوکیشن، افغانی وغیرہ
احمد مقبول کارپٹس
مقبول احمد خان آف شکر گڑھ
12۔ ٹیگور پارک نکلسن روڈ عقب شوبرا ہوٹل لاہور
042-36306163,36368130Fax:042-36368134
E-mail:amcpk@brain.net.pk
Cell:0322-4607400

1924ء سے خدمت میں مصروف
راجپوت سائیکل ورکس
ہر قسم کی سائیکل، ان کے حصے، بے بی کار، پرام سونگز واکرز وغیرہ دستیاب ہیں۔
پروپرائٹرز: نصیر احمد راجپوت۔ منیر احمد اظہر راجپوت
محبوب عالم اینڈ سنز
24۔ نیلا گنبد لاہور فون نمبر: 7237516

البشیرز معروف قابل اعتماد نام
پیج
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات وملبوسات اب چنیوٹ کے ساتھ ساتھ ربوہ میں با اعتماد خدمت
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، شوروم ربوہ
0300-4146148
فون شوروم چنیوٹ 047-6214510-049-4423173

KOHINOOR
STEEL TRADERS
166 LOHA MARKET LAHORE
Importers and Dealers Pakistan Steel
Deals in cold Rolled,Hot Rolled,Galvanized Sheets & Coils
Talib-e-Dua,Mian Mubarik Ali
Tel:7630055-7650490-91 Fax:7630088
Email : mianamjadiqbal@hotmail.com